عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

باجماعت نماز میں صفوں کا اہتمام

جلد: ۴۱ | ۴تا۱۰ ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق یکم تا ۷ اکتوبر ۲۰۲۲ء | شمارہ: ۳۷

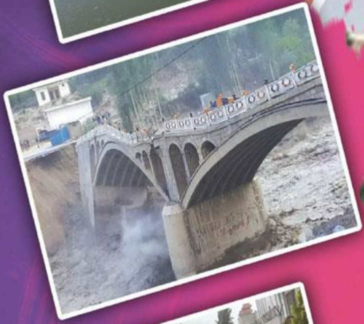

حالیہ سیلاب کی تباہ کاریاں

آزمائش کا لمحہ، قیامت کی گھڑی

ملوکیت بمقابلہ جمہوریت

ختمِ نبوّت ایک بدیہی حقیقت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

وراثت کی تقسیم

س:...... میرے چچا کا قریباً دو سال قبل انتقال ہوا، ان کے دو بیٹے، والدہ محترمہ، بیوی، چار بھائی اور دو بہنیں ہیں، چچا کی بیوہ (جو کہ میری چچی ہے) سے میری شادی ہو چکی ہے، چچا کے دو مکان ہیں، جن میں سے ایک گاؤں اور دوسرا کراچی میں ہے اور اس کے علاوہ پانچ لاکھ کی نقدی ہے۔ چچا کی بیوہ کا مہر ۴ تولہ سونا طے ہوا تھا جو کہ مکانات، بناتے وقت اس میں خرچ ہوا، اب مسئلہ تقسیم وراثت کا ہے: (۱) چچا کے مذکورہ ورثا میں سے کس کس کو وراثت میں سے حصہ ملے گا اور کتنا ملے گا؟ اور کیا چچا کی بیوہ کو ۴ تولہ سونا الگ اور وراثت میں سے الگ حصہ دیا جائے گا؟ تفصیلاً جواب تحریر فرمائیں۔ (۲) چچا کے جو دو بیٹے ہیں ان میں ایک کی عمر ۱۹ سال جبکہ دوسرے کی عمر ۱۱ سال ہے آیا ان کو ان کا حصہ دے دیا جائے گا یا یہ جس کی پرورش میں ہوں ان کے پاس بطورِ امانت رہے گا اور کب اور کس صورت میں ان بیٹوں کو ان کا حصہ سپرد کیا جائے گا اور اس وقت ان بیٹوں کی پرورش کا حقدار کون ہے؟ وضاحت: چچا کو ان کی بیوی نے مذکورہ ۴ تولہ سونا مکانات کی تعمیرات کے لئے بطور قرض دیا تھا، اب وہ (بیوہ) مرحوم کے ترکہ سے اس کا اور اپنے شرعی حصہ کا مطالبہ کر رہی ہے۔

ج:...... الف:...... مرحوم کے ترکہ سے سب سے پہلے اس کے تجہیز و تکفین کے متوسط اخراجات نکالے جائیں گے، ورثا میں سے کسی وارث نے اگر یہ اخراجات اپنی طرف سے ادا کئے ہوں اور وہ ان اخراجات کا مطالبہ نہیں کرتا تو اس صورت میں ان اخراجات کو ترکہ سے نکالنے کی ضرورت نہیں، اس کے بعد اگر مرحوم پر کسی کا کوئی قرض ہو تو وہ ادا کیا جائے گا، اسی طرح اگر مرحوم نے کسی غیر وارث کے لئے کوئی جائز وصیت کی ہو تو باقی مال کے ایک ثلث (تہائی) تک اسے نافذ کرنے کے بعد بقیہ کل ترکہ اڑتالیس حصوں میں تقسیم کیا جائے گا جن میں سے چھ حصے بیوہ کو، آٹھ حصے مرحوم کی والدہ کو اور سترہ سترہ حصے مرحوم کے ہر ایک زندہ بیٹے کو ملیں گے۔ مرحوم کے ترکہ میں اس کے بہن ربھائی کو کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ لہٰذا صورت مسؤلہ میں مرحوم کے ترکہ میں نقدی کے علاوہ جو مذکورہ دو مکانات وغیرہ ہیں، ان سب کی آج کی مارکیٹ ریٹ کے حساب سے قیمت لگائی جائے گی، اور وہ قیمت موجودہ پانچ لاکھ نقد رقم کے ساتھ ملا کر کل مجموعی رقم مندرجہ بالا طریقہ کے مطابق ورثا میں تقسیم کی جائے گی۔

ب:...... مرحوم کی بیوہ کے چار تولہ سونا سے متعلق سوال میں درج بیان اگر صداقت پر مبنی ہے کہ واقعتاً بیوہ نے سابقہ شوہر مرحوم کی زندگی میں مذکورہ چار تولہ سونا انہیں مکانات کی تعمیر کے لئے بطور قرض دیا تھا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو اس صورت میں اس کی حیثیت شرعاً قرض کی ہے، جس کی ادائیگی مرحوم کے ترکہ سے ہوگی، خواہ سونے کی صورت میں اس کی ادائیگی ہو یا آج کے مارکیٹ ریٹ کے حساب سے سونے کی قیمت لگا کر اس کی ادائیگی کی جائے، دونوں صورتوں میں سے کسی بھی صورت کو اختیار کرنے کی گنجائش ہے اور مرحوم کی میراث میں بیوہ کا مقررہ حصہ اس کے علاوہ ہے، جس کی تفصیل اوپر آ چکی ہے۔

۲:... مرحوم کے دونوں بیٹے اس وقت عمر کے جس حصہ میں ہیں اتنی کم عمری میں شاید وہ اپنے حصے کی صحیح طور پر حفاظت نہ کر سکیں، اس لئے اس وقت ان کا حصہ انہیں حوالہ کرنا درست نہیں، کیونکہ کم عمری اور ناسمجھی کی وجہ سے کہیں ان سے یہ ضائع نہ ہو جائے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ یہ دونوں بھائی خاندان کے جس شخص کی زیر کفالت ہیں ان کا حصہ اس کے پاس بطورِ امانت کے رکھا جائے اور جب بچے شعور اور ہوشیاری کی عمر تک پہنچ جائیں تب ان کا حصہ انہیں حوالہ کر دیا جائے، سن شعوری کی آخری مدت پچیس سال کی عمر ہے، اس لئے پچیس سال کی عمر مکمل ہونے کے بعد ان کا حصہ ان کے حوالہ کیا جائے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو معارف القرآن، ج:۲، ص:۳۰۵، النساء کی آیت نمبر ۵ کی تفسیر و تحقیق)

واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۱ ۴ تا ۱۰ / ربیع الاول ۱۴۴۴ھ، مطابق یکم تا ۷ / اکتوبر ۲۰۲۲ء شمارہ:۳۷

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

ختم نبوت.... ایک بدیہی حقیقت	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
تحریک پاکستان سے تحریک ختم نبوت تک	۷	مولانا سیّد احمد یوسف بنوری
حالیہ سیلاب کی تباہ کاریاں	۹	ڈاکٹر حافظ محمد ثانی
خطاب: سینیٹر حضرت مولانا عطاء الرحمٰن مدظلہ	۱۱	مولانا محمد حسان اعجاز
ملوکیت بمقابلہ جمہوریت	۱۲	مولانا محمد ازہر مدظلہ
باجماعت نماز میں صفوں کا اہتمام....	۱۴	مولانا کامران اجمل
سیلاب زدگان کی امداد اور بحالی	۱۷	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
اسمارٹ فون... اخلاق رذیلہ کا سرچشمہ	۱۹	جناب فیروز عبداللہ میمن
مولانا ظفر علی خانؒ اور قادیانی تحریک	۲۱	عبدالرشید عراقی
عیسائی پادریوں سے چند سوالات (۱۵)	۲۳	مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ
حضرت مولانا قاری امان اللہ خالدیؒ	۲۷	مولانا محمد زبیر صدیقی مدظلہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۷

۳۱:...اسی سال سمیہ بنتِ خباط رضی اللہ عنہا، حضرت عمار بن یاسر کی والدۂ ماجدہ اسلام لائیں، جیسا کہ پہلے گزرا۔

۳۲:... اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ حضرت اُمِّ اَیمن رضی اللہ عنہا اسلام لائیں، ان کا نام تھا ’’برکہ‘‘ اور یہ حضرت اُسامہ بن زید کی والدہ ہیں۔

۳۳:... اسی سال اُمّ الفضل زوجۂ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا اسلام لائیں، ان کا نام لبابہ تھا، اور یہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی والدہ ہیں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کے کافی مدّت بعد ۲نبوّت یا ۸نبوّت میں -علیٰ اختلاف القولین- اسلام لائے، اس کا ذکر آگے آئے گا۔

بعض کی رائے ہے کہ اُمّ الفضل رضی اللہ عنہا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد اسلام لانے والی پہلی خاتون ہیں، لیکن اَصح وہی ہے جو اُوپر ذکر کیا گیا کہ یہ شرفِ اَوّلیت فاطمہ بنتِ خطاب رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے، بلکہ اُمّ الفضل رضی اللہ عنہا سے پہلے فاطمہ کے علاوہ سمیہ والدۂ عمار رضی اللہ عنہما اور اُمِّ اَیمن رضی اللہ عنہا بھی اس شرف سے مشرف ہوچکی تھیں۔

۳۴:...اسی سال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اسلام لائیں، ان کا لقب ’’ذات النطاقین‘‘ (دو کمربند والی) ہے، اس وقت یہ ہفت سالہ چھوٹی بچی تھیں، کیونکہ ان کی ولادت ۳۴ میلادِ نبوی میں ہوئی، یہ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دس برس بڑی تھیں، ان سے پہلے اُٹھارہ مردوزن اسلام لاچکے تھے۔

۳۵:...اسی سال حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی والدۂ ماجدہ اُمِّ عبد بنتِ عبدوِدّ رضی اللہ عنہا اسلام لائیں۔

۳۶:...اسی سال (آسمانی خبروں کی دریافت سے منع کرنے کے لئے) شیاطین پر ہر جانب سے شہابِ ثاقب ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے، اس سے پہلے وہ آسمانی خبریں سن کر کاہنوں کو بتادیا کرتے تھے، علامہ کازرونی اپنی ’’سیرت‘‘ میں لکھتے ہیں: ’’شیاطین پر ستاروں کے ٹوٹنے کا سلسلہ بعثت سے بیس دن بعد شروع ہوا۔‘‘

۳۷:...اسی سال کے ماہِ رمضان المبارک کی ’’شبِ قدر‘‘ میں جبریلِ امین قرآنِ حکیم کی وحی لے کر بارگاہِ نبوّت میں حاضر ہوئے، چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے: ’’ماہِ رمضان جس میں قرآن اُتارا گیا‘‘ نیز ارشاد ہے: ’’ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں اُتارا۔‘‘ سب سے پہلے جبریل علیہ السلام نے سورۂ اِقرأ کی ابتدائی پانچ آیتیں: ’’اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ...تا...مَا لَمْ یَعْلَمْ‘‘ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھائیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلاوت فرمائی۔

صحیح بخاری وغیرہ کی صحیح احادیث میں آیا ہے کہ یہی سب سے پہلی قرآنی وحی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ’’یہی صحیح ہے اور جمہور سلف وخلف اسی کے قائل ہیں۔‘‘ جن روایات میں یہ آتا ہے کہ سب سے پہلے سورۂ فاتحہ یا سورۂ مدثر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں، وہ ضعیف ہیں، بلکہ نوویؒ نے انہیں باطل قرار دیا ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ اس سال لیلۃ القدر رمضان کی کس تاریخ کو تھی؟ اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ سترہ تاریخ تھی، اور بعض نے اُٹھارہ، چوبیس اور ستائیس ذکر کی ہے۔

ادار یہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

ختم نبوت.... ایک بدیہی حقیقت

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

یکم ستمبر ۲۰۲۲ء بروز جمعرات، باغِ جناح مزارِ قائد پر تحفظ ختم نبوت کانفرنس کراچی کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ، امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے جو فرمایا، اسے ہمارے نوجوان عالم مولوی محمد قاسم رفیع صاحب نے قلم بند کیا، اسے بطور اداریہ ہفت روزہ ختم نبوت میں شامل اشاعت کرکے ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے۔

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا:

’’قُلْ یَا أَیُّھَا النَّاسُ إِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ إِلَیْکُمْ جَمِیْعاً الَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لا إِلٰہَ إِلَّا ھُوَ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ فَآمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَکَلِمَاتِہٖ وَاتَّبِعُوْہُ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ۔‘‘ (الاعراف:۱۵۸)

میرے قابل صد احترام بزرگان دین، علماء کرام، مشائخ عظام جو اسٹیج پر تشریف فرما ہیں یا جہاں کہیں بھی ہیں اور میرے تمام مسلمان بھائیو! کراچی والو! اور جو جہاں سے آئے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو خیر و برکت عطا فرمائے اور آپ سب کی حاضری قبول فرمائے۔ حضرات علماء کرام نے ختم نبوت کے عنوان پر تقریریں کی ہیں، اللہ تعالیٰ آپ سب کو خیر و برکت دے۔ میں ان سب کی تصدیق کرتا ہوں۔

میں نے آپ کے سامنے ایک آیت پڑھی۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے کہ: ’’تو کہہ اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف جس کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں، کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے، سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس بھیجے ہوئے نبی امّی پر جو کہ یقین رکھتا ہے اللہ پر اور اس کے سب کلاموں پر اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم راہ پاؤ۔‘‘

اس اعلان میں بعثت عامہ، رسالت عامہ، ختم نبوت زمانی، مکانی، رتبی، سب اس میں آگئے۔

یہ فقیر سمجھتا ہے کہ اس آیت کی موجودگی میں اگر کوئی دوسرا شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے یا اس کی دعوت دیتا ہے تو اس سے بڑا کذاب اور احمق کوئی نہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ ۱۹۵۳ء سے لے کر آج تک اس ملک میں جب بھی ختم نبوت کا مسئلہ اٹھا تو علماء نے محنتیں کیں، اللہ نے ہر میدان میں انہیں فتح نصیب فرمائی۔

آج یہ مسئلہ فکر و نظر کا محتاج نہیں، کسی دلیل کا محتاج نہیں، یہ اب ایک بدیہی حقیقت ہے جو بچہ بچہ جانتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں اور قرآن کریم جو آپ پر اترا وہ موجود ہے، آپ کی وحی موجود ہے اور آپ کی سنت بھی موجود ہے اور جب تک سابقہ نبی کی سنت اور وحی یعنی دلیل نبوت موجود ہو تب تک نئی نبوت کی نہ ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی اس کا تقاضا ہوتا ہے۔ پہلی وحی موجود ہے اور ان شاء اللہ! قیامت تک رہے گی۔

مزید اب اصل بات کو سمجھنا ہے اور اس کے پیغام پر عمل کرنا ہے، خود بھی اور دوسروں سے بھی کرانا ہے۔ وہ کیا ہے؟ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ”میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔“ (سنن ابن ماجہ، المقدمۃ، باب فضل العلماء والحث علیٰ طلب العلم، حدیث نمبر:۲۲۹) اور: ”میں تمہارے اخلاق کو اونچے درجے پر پہنچانا چاہتا ہوں۔“ (”بعثت لاتمم حسن الاخلاق. رواہ فی المؤطا ورواہ احمد عن ابی هريرة. مشكاة المصابيح، ص : ۴۳۲، ط : قديمی“)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو چیزیں ہم میں چھوڑی ہیں: ”تركت فيكم امرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله وسنة رسوله.“ (رواه فی المؤطا، مشكاة المصابيح، ص: ۳۱، ط:قديمی)

......میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک ان کے ساتھ چمٹے رہو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے، اللہ کا کلام اور رسول اللہ کی سنت......۔

ہمیں ضرورت یہی ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش میں اپنی زندگی کو صرف کردیں کہ ہمارا مقصد حیات یہی ہے۔ اللہ نے ہمیں بھیجا ہی یہ ایجنڈا دے کر ہے۔ ہمارے بابا (حضرت آدم علیہ السلام) جنت میں رہے تھے، کوئی بھول ہوئی اور شجر ممنوعہ کھا بیٹھے۔ وہاں سے تشریف لائے تو انابت کی، گڑگڑائے، بہت روئے۔ اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی، جب توبہ قبول ہو چکی تو عرض کی: خدایا! توبہ قبول فرمائی، اب مہربانی کرکے جنت میں وہ مکان جہاں رہ رہا تھا، عطا کردیں۔ فرمایا: نہیں، وہ تو مقدر نہیں، میں اٹھارہ ہزار برس پہلے لکھ چکا تھا کہ تمہیں زمین پر بھیجوں گا، وہاں محنت کرنی ہے۔ میری طرف سے ہدایات آئیں گی، جو ہدایت آئے، اس پر عمل کرکے زندگی گزار کے آؤ گے تو یہ جنت ملے گی۔ تو ہمارا مقصد حیات یہی ہے کہ نبیٔ وقت کی اتباع کرکے جو تعلیم اس نے دی ہے، اس پر عمل کرکے ہم اپنے اللہ کے پاس پہنچیں تو ان شاء اللہ! جنت ملے گی، وہی محل رضائے الٰہی ہے، وہی دائمی نعمت ہے، لیکن کیا کریں کہ دنیا کی آرائش میں ہمارے دل پھنس چکے ہیں۔ اللہ خود شکایت فرماتا ہے:

”بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا o وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى o إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَى o صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى o“ (الاعلیٰ:۱۶ تا ۱۹)

میرے بھائیو! بہت وقت گزر گیا، تھوڑا وقت رہ گیا ہے، گزارش صرف اتنی کرنی ہے کہ اپنی زندگیوں کو کتاب و سنت کے سانچے میں اور کسی بزرگ و عالم کے سائے میں سنوارو، تربیت کرو، جو قرآن اور سنت کے احکام ہیں ان پر عمل کرکے اپنے اللہ کے پاس پہنچو۔ یہی نبوت کا پیغام ہے کیونکہ ہمارے نبی وقت یہی ہیں۔ اب ساری دنیا کے اور سارے زمانوں کے نبی یہی ہیں اور جب تک کتاب اللہ و سنت رسول اللہ رہے گی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت بھی رہے گی۔

یہ حقیقت ہے اور پھر عقلاً بھی یہ محال ہے کہ ایک رسول کے ہوتے ہوئے دوسرا رسول آئے اور اس کی تصدیق کا دعویٰ بھی کرے اور پھر تکذیب بھی کرے، یہ اجتماع ضدین ہے کہ ایک طرف ایک نبی کہتا ہے کہ میں آخری نبی ہوں، کوئی نبی نہیں آئے گا اور دوسرا نبوت کا دعویٰ کرکے کہتا ہے کہ میں کہتا ہوں اور ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ میں اس کو بھی مانتا ہوں۔ ایک ضرور سچا ہے اور دوسرا جھوٹا ہے۔ الحمدللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور دیانت وامانت پر کوئی انگلی کسی نے آج تک نہیں اٹھائی، نہ اٹھائی جاسکتی ہے اور اس مرزے کی صداقت پر ہزارہا شکوک ہیں اور اس کا جھوٹ ظاہر و باہر ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اس فتنے سے بچائے اور اپنی زندگی کو سنوارنے کا موقع ملے۔

(باقی صفحہ 18 پر)

تحریکِ پاکستان سے تحریکِ ختمِ نبوت تک!

’’۴؍صفر المظفر ۱۴۴۴ھ مطابق یکم ستمبر ۲۰۲۲ء بروز جمعرات باغِ جناح (مزارِ قائد) کراچی میں عظیم الشان تحفظِ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں نائب رئیس جامعہ بنوری ٹاؤن مولانا ڈاکٹر سید احمد یوسف بنوری مدظلہ نے بھی خطاب فرمایا، اس خطاب کو تحریری شکل میں ہدیۂ قارئین کیا جارہا ہے۔‘‘ (ادارہ)

خطبۂ مسنونہ کے بعد! أعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم، ’’وَالضُّحٰی o وَاللَّیْلِ إِذَا سَجٰی o مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی o وَلَلْآخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْأُوْلٰی o وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی o قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم: لیتَ أنّا نری خوانَنا، قالوا: یارسولَ اللّٰہ! ألسنا أخوانک؟ قال: انتم اصحاب، و أخوانی قوم آمنوا بی ولم یرون.‘‘

دنیا کو ہے پھر معرکہ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا
اللہ کو پامردیِ مومن پہ بھروسا
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا
غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں
پہناتی ہے درویش کو تاجِ سرِ دارا

اکابرینِ ملت، زعمائے امت اور اس شہرِ ناپرساں میں محمد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق میں رت جگا کرنے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے شیدائیو! واقعہ یہ ہے، میرا یہ شہر، یہ میرا مولد و مسکن کئی عنوانات کے تحت اجتماعات ہوتے دیکھ چکا ہے۔ اس شہر میں جب بھی کسی نے لوگوں کو کسی عنوان سے پکارا تو یہاں کے لوگ آ موجود ہوئے، مگر ان میں سے کسی اجتماع کا عنوان تھا قومی عصبیت کا، کہیں عنوان تھا قومی حقوق کا، کبھی عنوان تھا شہر کے سیاسی حقوق کا اور کبھی عنوان تھا اس شہر کے معاشی حقوق کا، مگر آج رات اس شہر کے باسی، اس پریشان حال شہر کے باسی، اس پُر آشوب شہر کے باسی، خیمۂ صبر و رضا میں رہنے والے اس شہر کے باسی، اپنے حقوق کے لیے نہیں بلکہ اس رات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کے لیے جمع ہوئے ہیں۔

ہم سب کو اس موقع پر یہ احساس بھی ہے کہ آسمان کے تیور بگڑے ہوئے نظر آتے ہیں، زمین پر بھی دریا مچلے ہوئے نظر آتے ہیں، یہ خیال بھی پریشان کن ہے کہ ملک میں اس وقت ہمارے بھائی بند مختلف پریشانیوں کا شکار ہیں، لیکن یہ اجتماع اُمید کی نوید سنا رہا ہے کہ آج کے جلسہ کا۔ جو نبی اکرم شفیعِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے عنوان سے منعقد ہوا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ! یہ مجمع ایک دعا کا روپ اختیار کرلے گا، یہ جمِ غفیر سراپا عجز بن کر آسمان و زمین کے مالک سے مطالبہ کرے گا: ’’ربِ کریم! ہم تیری آزمائشوں میں ثابت قدم رہنے کو اپنے بس کے مطابق تیار ہیں، ہم نے اپنے بے خانماں ہونے کا احساس نہیں کیا، سو ہم سے اپنی ناراضگی اس وسیلہ سے دور فرمادے کہ مختلف مصائب جس کے لوگ شکار ہیں، طرح طرح کی پریشانیاں جو اس کے شہریوں کو درپیش ہیں، کچھ دیر کے لیے رات کے اس پہلو میں یہ لوگ ان سب چیزوں کو نظر انداز کرچکے ہیں اور صرف یہ اپنی گواہی ثبت کرنے کے لیے یہاں حاضر ہیں کہ جب حقوق سے حقوق ٹکرائیں گے، جب ایک معاملہ کو دوسرے معاملہ سے ترجیح دینے کا سوال اُٹھے گا اور بات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی آئے گی تو یہ دیوانے اسی طرح رات کی تنہائیوں میں نکل کھڑے ہوکر تاج دارِ ختمِ نبوت کے حق کو مقدم کرکے میدان سجالیں گے۔

عزیزانِ گرامی قدر! چنانچہ یہ مجمع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دل نشیں حدیث کا مصداق بن گیا، جس میں آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جس کے لیے آسمان سے وحی اتری، جس کی تمناؤں کی نوید بن کر تحویلِ قبلہ کا حکم اُترا۔ فرمایا تھا: ’’لیت أنا نریٰ أخواننا!‘‘ کاش! میں اپنے بھائی دیکھ لوں۔ صحابہ (رضی اللہ عنہ) تڑپ اٹھے، صحابہ کرام نے عرض کیا: ’’یارسول اللّٰہ! ألسنا اخوانک؟‘‘ یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ ہم تو آپ کے نام پر مرمٹنے کے لیے تیار ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’أنتم أصحابی‘‘ تم غیر معمولی درجے کے حامل ہو، تم میرے بھائی نہیں، تم میرے لاڈلے و چہیتے صحابہؓ ہو، مگر میرے بھائی وہ ہوں گے: ’’و إخوانی قوم

أمنوا بي ولم يروني ’’جو تا قیامت صرف میری نبوت پر ایمان رکھیں گے، مجھے دیکھا نہیں ہوگا، مگر جب جب میرے نام کا نعرہ بلند ہوگا، جب جب میرے نام کے بارے بلایا جائے گا‘ یہ سر بکف سر بلند ہوکر دیوانہ وار، رات و دن کی پروا کیے بغیر باہر نکل آئیں گے۔ یہ مجمع اس حدیث کا مصداق ہے۔

عزیزانِ گرامی! اس مجمع کے لیے جس جگہ کا انتخاب کیا گیا وہاں میرے دائیں طرف بانیِ پاکستان کی آخری آرام گاہ ہے اور کچھ فاصلے پر برصغیر پاک و ہند کی مشہور درس گاہ جامعہ علومِ اسلامیہ بنوری ٹاؤن ہے، جہاں محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کی مرقد ہے، یہ وہ شخصیت ہے جس نے حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے نام کی الف سے شروع ہونے والی تحریک اپنی جاں گسل محنتوں کے ساتھ اپنے نام کی یاء پر ختم کر کے ایک باب مکمل کیا۔ ایک طرف بانی کی آخری آرام گاہ، دوسری طرف کچھ فاصلے پر محدث العصرؒ کی مرقد اور پھر یہ مجمع۔ یہ واقعہ بتا رہا ہے کہ اس پاکستان کی بنیاد اسلام کے نام پر رکھی گئی تھی، یہ ایک خطہ تھا، برِصغیر پاک و ہند ایک خطہ شمار کیا جاتا تھا، نسلیں ایک تھیں، رنگ ایک تھے، رشتے داریاں موجود تھیں، اس خطے کے اندر لکیر کھینچی قائد اعظم نے، نعرہ بلند کیا تھا، آواز لگائی تھی کہ خطے کی بنیاد اسلام بنے گا، پنجابی پنجابی ہونے کے باوجود اس لکیر کے پار نہ جا سکا، پٹھان پٹھان ہونے کے باوجود آج بھی اس لکیر کے پار نہیں جا سکتا، بلوچی بلوچی ہونے کے باوجود اس لکیر کے پار نہیں جا سکتا، پھر وقت آیا، محدث العصر نے زمین پر لکھی ہوئی اس لکیر کو اٹھا کر آئین کا حصہ بنا دیا، جب ریاست کی بنیاد اسلام ہوگی، پھر لکیر دستور میں بھی لگے گی، وہاں ریاست کو بتانا پڑے گا، آئین میں لکھنا پڑے گا کہ ریاست مسلمان کسے سمجھتی ہے؟

چنانچہ محدث العصر حضرت بنوریؒ کی قیادت میں جو تحریک چلی وہ پاکستان کی تکمیل کی تحریک تھی، جس نے آئین میں درج اس لکیر کو مٹانے کی کوشش کی، آئین کی لکیر تو ان شاء اللہ! نہیں مٹے گی اور بہت سی لکیریں مٹ جائیں گی، یہ خطہ اپنی شناخت سے محروم ہو جائے گا۔ یہ واقعہ سبق دے رہا ہے، یہ واقعہ بتا رہا ہے کہ پاکستان کی تکمیل اس تحریک ختم نبوت کی مرہونِ منت ہے، اس لیے عزیزان گرامی! پورے اعتماد کے ساتھ دنیا کے پورے فلسفوں کا اپنے تئیں مطالعہ کرنے کے بعد اس سازش کے خد و خال ہمیں سمجھ آ چکے ہیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ عقیدے کی بحث کو مسلمان کی نگاہ میں کمزور کر دیا جائے، خیال یہ ہے کہ یورپ جس نے فلسفے کی بنیاد نٹشے جیسے فلسفیوں کے افکار پر رکھی اور اخلاقیات کا تیاپانچہ کر دینا چاہا، پھر گلوبلائزیشن کا ہوا کھڑا کر کے چاہا امت کے تصور کو کمزور کر دیا جائے، پلورلزم کی بنیاد پر حق کی وحدانیت کو سراب کر دیا جائے، اسٹرکچرلزم (ساختیات) کی بھول بھلیوں میں الجھا کر تفسیری ذخیرہ کو دریا برد کر دیا جائے، یہ باور کرایا جائے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا عقیدہ قطعی بنیاد کا حامل نہیں، بلکہ یہ ایک تفسیری اختلاف ہے، چنانچہ ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کی جملہ علمیت کا محافظ ہے، عزیزانِ گرامی! اس تحریک کا فیصلہ آسمانوں پر طے کیا جا چکا ہے۔

اللہ کریم کا ارشاد ہے:

’’وَالضُّحٰیo وَاللَّیْلِ إِذَا سَجٰیo مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰیo وَلَلْآخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْأُوْلٰیo وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی‘‘

(الضحٰی:۱تا۵)

ترجمہ: ’’قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جب وہ قرار پکڑ لے کہ آپ کے پروردگار نے آپ کو چھوڑا اور نہ (آپ سے) دشمنی کی۔ اور آخرت آپ کے لیے دنیا سے بدرجہا بہتر ہے (پس وہاں آپ کو اس سے اچھی نعمتیں ملیں گی) اور عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو (آخرت میں بکثرت نعمتیں) دے گا، سو آپ خوش ہو جاویں گے۔‘‘

وقت گزرتا جائے گا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی، اس نبوت کو ماننے والے بڑھتے چلے جائیں گے، یہاں تک کہ ایک مرحلہ آئے گا: ’’وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی‘‘ یہ زمین ختم ہوگی، یہ آسمان و زمین ختم ہو جائیں گے، جو بادشاہت یہاں صرف کبھی کبھار مادی طاقت اور ریاستی غلبہ کے جلوے میں نظر آتی ہے، مگر اس دن کل کائنات میں ایک ذات کی حکومت ہوگی، تب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ’’لواء الحمد‘‘ ہوگا، اوپر آسمان میں ’’لِمَنِ الْمُلْکُ‘‘ کا نعرہ لگے گا، نیچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت پر ایمان لانے والے جمع ہوں گے، لہٰذا اطمینان کے ساتھ اس سلسلے سے وابستہ ہو جایئے۔ اس سلسلے کی دعوت جب بھی اٹھے جس طرح بھی اٹھے اپنی شہادت دینے کے لیے آیئے۔

(باقی صفحہ 13 پر)

حالیہ سیلاب کی تباہ کاریاں

آزمائش کا لمحہ، قیامت کی گھڑی

ڈاکٹر حافظ محمد ثانی

ہر حال میں صبر و استقامت، دین سے وابستگی اور تسلیم و رضا اہلِ ایمان کی علامت اور بندگانِ خدا کی بنیادی نشانی ہے، صبر وشکر ہی بندۂ مومن کا وہ ہتھیار ہے، جسے وہ ہمیشہ تھامے رکھتا ہے، تقدیر کے فیصلوں پر راضی رہنا، انہیں تسلیم کرنا اور صبر و استقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا، اہلِ ایمان کا شعار ہے۔ وہ آزمائش کی ہر گھڑی اور امتحان میں اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلّق کو استوار رکھتے ہیں۔ اسی سے اپنی امیدیں وابستہ کرتے اور اسی سے لو لگاتے ہیں۔

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

ترجمہ: ''اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، کسی قدر خوف، بھوک، مال اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے، تو (آزمائش کی اس گھڑی میں) صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی بشارت سنا دیجیے کہ جب انہیں کوئی (آزمائش اور) مصیبت پیش آتی ہے تو وہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔'' (سورۃ البقرہ:۱۵۵تا۱۵۷)

ایک اور مقام پر فرمایا گیا:

''ہاں! جنہوں نے صبر کیا اور نیک عمل کیے، یہی ہیں جن کے لیے بخشش اور اجرِ عظیم ہے۔'' (سورۂ ھود:۱۱)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں اپنے کسی مومن بندے سے اہلِ دنیا میں سے اس کے کسی عزیز کی روح قبض کر لیتا ہوں، پھر وہ اس پر صبر کرتا ہے اور ثواب کی امید کرتا ہے تو اس کے لیے جنت کے سوا میرے پاس کوئی اجر نہیں۔'' (صحیح بخاری)

ملک عزیز کے چاروں صوبوں میں آنے والے حالیہ قیامت خیز طوفان باد و باراں اور بدترین سیلاب جس میں تباہ کن بارشوں کا اکسٹھ سالہ ریکارڈ ٹوٹ گیا، لاکھوں ایکڑ اراضی پر کھڑی فصلیں تباہی سے دوچار ہوئیں۔ کئی لاکھ مویشی ہلاک ہوئے، تین کروڑ افراد بے گھر ہوئے، ملک و قوم شدید مالی اور معاشی بحران سے دوچار ہوئے۔ ایک ہزار سے زائد افراد جاں بحق ہوئے، مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کا تین چوتھائی حصہ ملک کے چاروں صوبے بدترین اور تباہ کن سیلاب کی زد میں ہیں۔ اس کے نتیجے میں ملک و قوم بدترین تباہی سے دوچار ہیں۔ اسے اہلِ ایمان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انتباہ، ابتلاء، آزمائش کا لمحہ اور قیامت صغریٰ کہا جا سکتا ہے۔

یہ ملکی تاریخ کا بدترین سانحہ اور اسلامیانِ پاکستان کے لیے سخت آزمائش کا لمحہ ہے۔ قیامت کی اس گھڑی میں گناہوں پر ندامت، توبہ و مناجات، خصوصی دعاؤں کے اہتمام اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے۔ کاش! ہم اس آزمائش اور تنبیہ پر کان دھریں اور اسے اپنی اصلاح کا ذریعہ بنالیں۔

آزمائش کے اس لمحے اور قیامت خیز گھڑی میں گناہوں پر ندامت، توبہ کا دامن تھامنے اور اللہ کی طرف رجوع کرنے کی فوری ضرورت ہے۔ وہ رحمٰن و رحیم، غفور الرحیم پروردگار بہت زیادہ بخشنے والا، گناہوں کو معاف کرنے والا اور توبہ کو قبول کرنے والا ہے۔ گناہ گار اور خطا کار ہونے کے باوجود اگر انسان کا دل نیکی اور توبہ کی طرف مائل ہو تو اس کے لیے رحمت، مغفرت اور توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک رسائی میں مایوسی اور نا امیدی کی کوئی تاریک گھاٹی نہیں، البتہ گناہوں پر ندامت، خلوص اور صداقت شرط اول ہے۔

اس حوالے سے قرآنِ کریم میں ارشادِ ربّانی ہے: ''(اے پیغمبر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجیے کہ اے میرے بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے ناامید

نہ ہونا، اللہ تو تمام گناہ بخش دیتا ہے، (اور) وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔‘‘ (سورۃ الزمر:۵۳)

ایک مقام پر فرمایا گیا: ’’اور جو شخص گناہ کے بعد توبہ کرلے اور نیکوکار ہوجائے تو اللہ اسے معاف کردے گا، کچھ شبہ نہیں کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔‘‘ (سورۃ المائدہ:۳۹)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث قدسی میں بیان فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو بندہ میرا قرب حاصل کرنے کے لیے اور میری اطاعت وفرماں برداری کی راہ میں میری طرف بالشت بھر آگے بڑھتا ہے، میں اس کی طرف ہاتھ بھر بڑھتا ہوں، اور جو میری طرف ہاتھ بھر آگے بڑھتا ہے، میں گز بھر اس کی طرف بڑھتا ہوں، اگر میرا بندہ چلتا ہوا میری طرف آئے تو میں دوڑتا ہوا اس کی جانب بڑھتا ہوں۔‘‘

ارشادِ نبوی کے مطابق: ’’گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے، گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔‘‘ (سنن ابن ماجہ)

بیش تر مواقع پر قدرتی آفات اور آسمانی مصائب اللہ کی طرف سے مقرر کردہ طرزِ زندگی سے انحراف، سرکشی اور بغاوت کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ یہ درحقیقت اللہ کی جانب سے انتباہ اور یاددہانی ہوتے ہیں کہ اللہ کے احکام کی خلاف ورزی اور اس کی نافرمانی چھوڑ کر اللہ کے دامن رحمت میں پناہ تلاش کی جائے۔

سورۂ توبہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ’’کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم انہیں سال میں ایک دو مرتبہ کسی نہ کسی آزمائش میں مبتلا کردیتے ہیں، کیا یہ یاددہانی بھی انہیں اس بات پر آمادہ نہیں کرتی کہ اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور نصیحت پکڑیں۔‘‘ (سورۃ التوبہ:۱۲۶)

ہمیں یہ حکم ہے کہ اللہ کی رحمت سے کسی صورت اور کبھی بھی مایوس نہ ہوں، اس کے دامنِ رحمت سے وابستہ رہنے، دین پر عمل کرنے، عبرت ونصیحت حاصل کرنے میں ہی عافیت ہے۔ اللہ کی رحمت کا دامن جس قدر وسیع ہے، اس کے عفو وکرم اور درگزر کا بھی کوئی ٹھکانہ نہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنی رحمت سے مایوس ہوجانے والوں سے بھی ناراضی کا اظہار فرماتا ہے، اس حوالے سے ارشاد ہوا: ’’اللہ کی رحمت سے صرف گم راہ ہی مایوس ہوسکتے ہیں۔‘‘ (سورۃ الحجر:۵۶)

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم خود فراموشی، خدا فراموشی، دین سے انحراف، گناہوں سے آلودہ زندگی، اللہ کے احکام، اس کی تعلیمات، قرآن وسنت اور اسلامی نظام سے بغاوت اور اس کی مخالفت چھوڑ کر دین کے دامن میں پناہ لیں۔ اسلامی اقدار اور تعلیمات سے اپنے تعلق اور رشتے کو مضبوط کریں۔ قرآن وسنت کے منافی قوانین، اللہ اور اس کے رسول سے جنگ سودی نظام معیشت اور اسلامی ضابطۂ حیات کے منافی امور سے اجتناب کریں۔ اس عہد کی تجدید کریں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی نظریاتی اساس پر قرآن وسنت کے نظام کو قائم کریں گے کہ یہی درحقیقت ہماری دین ودنیا کی کامیابی، امن وسلامتی، آخرت میں سرخروئی اور نجات کی یقینی ضمانت ہے۔

دوسری طرف ہمیں یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ ہم محسن انسانیت، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔ آپ رحمت وشفقت، ایثار وہمدردی کے پیکر تھے، انسانیت کی خدمت، اس کی فلاح، اسے دین کی راہ پر گامزن کرنا، توحید کے نور سے منور کرنا اور خدمتِ خلق کا جذبہ دل میں ہمیشہ موجزن رکھنا، آپ کے اسوۂ حسنہ اور سیرتِ طیبّہ کا امتیازی پہلو اور آپ کی تعلیمات کا ایک روشن باب ہے۔

مشکل کی اس گھڑی، آزمائش کے اس لمحے اور قومی وملی زندگی کے اس موڑ پر ہمیں یک قلب اور یک جان ہوکر اپنے ہم وطن سیلاب زدگان بزرگوں، ماؤں، بہنوں، بھائیوں، معصوم بچّوں، بے سہارا افراد اور دیگر متاثرین کو یاد رکھنا چاہیے، بڑھ چڑھ کر اور دل کھول کر ان کی ہرممکن مدد کرنی چاہیے۔ یہ خدمتِ خلق اور انفاق فی سبیل اللہ کا اہم مصرف ہے، ان کی بڑھ چڑھ کر مدد کرنا ہمارا دینی، ملّی اور قومی فریضہ ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’پوری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین وہ ہے، جو اس کے کنبے سے اچھا سلوک کرتا ہے۔‘‘

(مشکوٰۃ، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تم ایمان داروں کو باہمی محبّت اور مہربانی میں ایک جسم کی مانند دیکھو گے، جب جسم کے کسی عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو تمام بدن کے اعضاء بیماری اور تکلیف کے زیرِ اثر آجاتے ہیں۔‘‘

(صحیح مسلم، باب تراحم المومنین)

حضرت ابنِ عمر سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’مسلمان،

مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اس سے کنارا کرتا ہے، جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت براری میں مصروف رہے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت براری کو پورا کرنے میں رہتا ہے اور جس کسی نے کسی مسلمان کا ایک دکھ بانٹا، اللہ تعالیٰ نے روزِ قیامت کی مشکلات میں سے اس کی ایک ایک مشکل کو دور کردیا اور جس کسی نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس پر پردہ ڈالے گا۔‘‘ (صحیح بخاری، باب لایظلم المسلم)

ایثار و ہمدردی، باہم اخوت ومحبت، انفاق فی سبیل اللہ سے متعلق اسلام کی یہ سنہری تعلیمات ہمیں اس بات پر آمادہ کرتی ہیں کہ ہم حالیہ سیلاب کی تباہ کاریوں کے نتیجے میں ملک وقوم کو پہنچنے والی مشکل اور آزمائش کی اس گھڑی میں سیلاب متاثرین کی ہرطرح مدد کریں، اس موقع پر خدمت خلق، فلاحِ انسانیت، ایثار و ہمدردی کے ان جذبات کا مظاہرہ کریں، جو ہمارے دین کا شعار اور ہماری دینی، ملّی اور تہذیبی اقدار کی روح ہیں۔

اس موقع پر ہمیں جسد واحد اور تسبیح کے دانوں کی طرح متحد ہوکر اخوت و اجتماعیت، یگانگت اور دینی و ملّی اتحاد کا بھرپور مظاہرہ کرنا چاہیے۔ موجودہ حالات کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوکر ایثار وقربانی سے سرشار ہوکر انفاق فی سبیل اللہ کے جذبے کو عام کریں۔ حالیہ سیلاب اور اس کے نتیجے میں غربت وافلاس کا شکار ہونے اور بے گھر ہوجانے والے اپنے بھائیوں کی بھرپور مدد کریں۔ آزمائش اور مصیبت کی اس گھڑی میں ان کا دست و بازو اور سہارا بنیں۔ ان کی دل و جان سے بھرپور مدد کریں۔ ☆☆

خطاب: حضرت مولانا عطاء الرحمٰن مدظلہ

سینیٹر وامیر جمعیت علماء اسلام خیبر پختونخوا

بموقع تحفظ ختم نبوت کانفرنس یکم ستمبر ۲۰۲۲ء بروز جمعرات، باغِ جناح مزارِ قائد، کراچی

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا کہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

’’وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ۔‘‘ (آل عمران:۱۴۴)

اسٹیج پر موجود مقتدر علماء کرام! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے علماء ومشائخ، ملک بھر سے آئے ہوئے میرے انتہائی قابل قدر مہمانانِ گرامی، حاضرین مجلس، میرے نہایت قابل قدر بزرگو، دوستو اور بھائیو! آج کے اس پروگرام میں قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے آنا تھا، لیکن آپ کے علم میں ہے کہ ملک کے طول وعرض میں جس طرح سیلاب نے تباہ کاریاں کی ہیں، اس میں ضلع ٹانک اور ڈیرہ اسماعیل خان بھی متاثر ہوئے ہیں اور بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ وہاں کی مصروفیات چھوڑ کر آنا ان کے لئے مشکل تھا، لہٰذا مجھے آج حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے دیگر جمعیت علماء اسلام کے قائدین خصوصاً حضرت مولانا قاری محمد عثمان نے حکم فرمایا کہ آپ نے اس پروگرام میں شریک ہونا ہے، میں اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں تحفظ ختم نبوت کے اس پروگرام میں شرکت، میرا مقصد یہاں تقریر کرنا نہیں، صرف حاضری لگوانا ہے۔

میرے محترم ساتھیو! مجھ سے قبل میرے اکابر علماء کرام نے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے متعلق طویل جدوجہد اور قربانیوں کے بارے میں تفصیل سے بیانات کیے ہیں اور میرے بعد بھی بہت سے علماء ومشائخ خطاب فرمائیں گے، ہمارے لئے سعادت کی بات ہے کہ ہم نے ان اکابر کے خطاب سنے، ہم اپنے رب سے وعدہ کرتے ہیں کہ جب تک اللہ نے ہمیں زندگی دی ہے ہم عقیدۂ ختم نبوت پر اسی طرح ثابت قدم رہیں گے، جہاں کہیں بھی عالم کفر عقیدۂ ختم نبوت کو چھیڑنے کی کوشش کرے گا ان شاء اللہ تعالیٰ! تحفظ ختم نبوت کے پروانے اس کے مقابل ہوں گے۔

میرے محترم ساتھیو! میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ حضرات سے اجازت چاہوں گا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس عقیدے کو، ختم نبوت کی اس مجلس کو تا قیامت اسی طرح تروتازہ اور قائم ودائم رکھیں، اللہ تعالیٰ میرا اور آپ کا حامی وناصر ہو۔ وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

ضبط وترتیب: مولانا محمد حسان اعجاز

ملوکیت بمقابلہ جمہوریت

مولانا محمد ازہر صاحب

۲۹ر ذوالقعدہ ۱۴۴۳ھ سے ۱۰ر محرم الحرام تک بسلسلۂ فریضہ حج مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قیام کی سعادت نصیب ہوئی (والحمد للّٰہ علٰی ذالک وعلٰی جمیع نعمہٖ وفضلہٖ) اس دوران وطن عزیز میں سیاسی مدوجزر کی خبریں بھی ملتی رہیں۔ انسان وطن سے دور ہو تو اپنے وطن سے محبت اور حساسیت بڑھ جاتی ہے۔ حجاج کرام وطن عزیز میں امن وامان کی صورت حال، اقتدار کی رسہ کشی، سیاست دانوں کے پُرفریب نعروں، ڈالر کی اونچی اڑان، پیٹرول اور بجلی کے نرخوں میں ہوش ربا اضافوں اور غربت کے اونچے ہوتے گراف کی خبریں سنتے تو ایک دوسرے کو یہ کہتے سنائی دیتے کہ: ’’پاکستان کے لئے دعا کریں‘‘ بعض دوستوں نے پاکستان سے فون پر بطور خاص یہ کہا کہ: ’’پاکستان کے معاشی حالات کے لئے دعا کریں، غربت اور بے روزگاری کے مسائل ناقابل برداشت ہوتے جارہے ہیں۔‘‘

پاکستان جغرافیائی اعتبار اور مادی نعمتوں کے لحاظ سے دنیا کے خوش قسمت ترین ممالک میں شمار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے نام پر وجود میں آنے والی اس ریاست کو ہر طرح کی نعمتوں سے نوازا ہے۔ پاکستان میں پہاڑ، دریا، سمندر، ریگستان، قدرتی آبشاریں، ندیاں اور چشمے، ہیرے اور جواہرات کے ذخائر، نمک اور کوئلے کی کانیں، کھیتی باڑی کے لئے ’’زرعی وزرخیز زمین‘‘ حتی کہ سونے کی کانیں تک موجود ہیں۔ جن کی بدولت کسی بھی ملک کی معیشت مکمل طور پر محفوظ و مستحکم رہ سکتی ہے۔ مگر پاکستان کے حکمرانوں نے ان نعمتوں کی قدردانی اور انہیں رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کرنے کی بجائے ذاتی دولت کے انبار بڑھانے میں صرف کیا، پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے جو وسائل دیئے تھے وہ اسے خود کفیل ریاست بنانے کے لئے کافی وافی تھے، بشرطیکہ پاکستان کو دیانت دار محبّ وطن اور باصلاحیت قیادت میسر آتی۔ پاکستان کو ترقی کی شاہراہ پر لانے کی بجائے حکمرانوں اور سیاست دانوں کی ترجیحات یہ قرار پائیں کہ اقتدار پر کیسے براجمان رہنا ہے، کیسے اپنی بندرگاہیں غیروں کے ہاتھ میں دینی ہیں، کیسے اپنے ذخائر عوام کی پہنچ سے دور رکھ کر اپنا پیٹ بھرنا ہے، کیسے ڈیمز بنانے کے نام پر عوام کو بے وقوف بنانا ہے، کیسے زرعی زمینوں پر سوسائٹیاں بنا کر ملک کو قحط زدہ کرنا ہے، کیسے درخت کاٹ کر قوم کو بیماریوں میں مبتلا کرنا ہے اور کیسے قرض پر قرض لے کر اس آزاد وطن کو اغیار کے ہاتھوں گروی رکھنا ہے۔

کہنے کو پاکستان ’’اسلامی جمہوریہ‘‘ ہے، لیکن نہ یہاں اسلام کا عدیم النظیر عادلانہ نظام ہے اور نہ ہی جمہوری اقدار وروایات کا لحاظ ہے۔ جمہوری نظام میں عوام کے حقوق کا تحفظ جمہوریت کی خشتِ اول ہے مگر پاکستان میں جمہوریت ایک فیصد لوگوں کے لئے ان کی عیاشی اور کاروبار کا ذریعہ ہے، ملک کے تمام وسائل وذرائع اور مال و دولت پر گنے چنے مخصوص لوگ قابض ہیں جبکہ ملک کے کروڑوں افراد کے لئے نہ روزگار، نہ کوئی ذریعہ معاش، نہ وسائل، نہ معیشت، نہ عدل و انصاف اور نہ جان ومال کا تحفظ، ملک کے حالات اس قدر دگرگوں ہیں کہ سیاست دانوں اور نام نہاد جمہوریت سے عوام کا اعتماد اٹھ چکا ہے، لوگ کھلم کھلا موجودہ سسٹم کو دجالی نظام کہتے ہیں جو ظلم و ستم، جبر وبربریت اور بددیانتی پر قائم ہے۔

سعودی عرب میں بظاہر جمہوریت نہیں لیکن عوام کو وہ تمام حقوق ومراعات حاصل ہیں جو ایک جدید مہذب اسلامی معاشرے میں ہونی چاہئیں۔

سعودیہ میں جمہوریت نہیں لیکن قانون کی حکمرانی ہے، عوام سے خواص تک ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں وہ سزا سے نہیں بچ سکتا۔ سعودیہ میں جمہوریت نہیں، لیکن قومی ادارے مضبوط ہیں، جو کسی حکومتی یا سیاسی مداخلت کے بغیر مصروف کار رہتے ہیں، بنیادی انسانی ضرورتوں کے لئے کسی وزیر یا حاکم کی سفارش کی ضرورت نہیں، ان سے متعلقہ محکمے

ضروریات کی فراہمی کو اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں اور مصروف کار رہتے ہیں۔

سعودیہ میں جمہوریت نہیں لیکن پورے نظام اور حکمت عملی میں شفافیت ہے، ہر شے صاف اور واضح ہے کہ کون کیا کر رہا ہے اور اس کے اختیارات اور کارکردگی کیا ہے؟

سعودیہ میں جمہوریت نہیں لیکن امن وامان اور تحفظ ذات و مال کے اعتبار سے وہ مثالی ریاست ہے، حال ہی میں ایک عالمی رپورٹ میں امن وامان اور حفاظتی نقطۂ نظر سے پوری دنیا کے دس شہروں کو ٹاپ لسٹ قرار دیا گیا ان میں مدینہ منورہ پہلے نمبر پر ہے۔

سعودی حکمرانوں کی نیک نیتی، دیانت داری اور عامۃ الناس سے خیرخواہی کے جذبہ کی برکات پورے نظام میں نظر آتی ہیں۔ ہر سعودی باشندے کو تعلیم، روزگار، وظیفہ اور علاج معالجے کی وہ تمام سہولتیں حاصل ہیں جو اصحاب ثروت کو حاصل ہیں۔ سعودی حکومت اپنے باشندوں کے علاوہ تارکین وطن کے بچوں کو بھی معقول تعلیمی وظائف دیتی ہے۔ حفظ قرآن کریم اور عصری تعلیم میں امتیازی نمبر لینے والے طلبہ کو بلاتفریق ملک قیمتی انعامات سے نوازا جاتا ہے۔

پورے سعودیہ میں کھجور کے سوا کوئی فصل نہیں ہوتی، بایں ہمہ دنیا کا ہر پھل اور سبزی ہر وقت وافر مقدار میں موجود ہوتے ہیں۔

پورے سعودی عرب میں کوئی دریا یا تالاب نہیں ہے، پھر بھی یہاں پانی کی کوئی کمی نہیں ہے۔ ترقیاتی کاموں کے لئے مختلف محکموں کو حکومت کی طرف سے جو فنڈز ملتے ہیں، ان کا ایک ایک پیسہ اپنے مصرف پر خرچ کیا جاتا ہے۔

سعودیہ میں تقریباً ہر چیز باہر سے منگوائی جاتی ہے پھر بھی مہنگائی نہیں ہوتی، آج سے چالیس سال پہلے چار روٹیوں کا ایک پیکٹ ایک ریال کا تھا، وہ محرم ۱۴۴۴ھ میں بھی ایک ہی ریال کا ہے۔ ہمارے ملک میں قانون کی عملداری کا یہ عالم ہے کہ بڑے معاملات تو کجا، حکومت اشیائے خورونوش کی قیمتوں پر کنٹرول کرنے میں بھی ناکام ہے۔ ہر چھوٹا بڑا تاجر جب چاہے قیمتوں میں اضافہ کردیتا ہے۔

سعودیہ میں بھیک مانگنا قانوناً جرم ہے، لیکن سعودی حکومت نے پہلے اپنے تمام باشندوں کو بنیادی سہولتیں (روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم، علاج) فراہم کیں پھر بھیک مانگنے پر پابندی کا قانون نافذ کیا۔

سعودی عرب میں چوری، ڈکیتی، اغوا، دھوکا دہی، قتل اور زنا بالجبر وغیرہ کے واقعات شاذ و نادر پیش آتے ہیں جس کی پہلی وجہ اسلامی حدود کی تنفیذ اور دوسری وجہ یہ یقین ہے کہ ثبوتِ جرم کے بعد مجرم کا سزا سے بچنا محال ہے۔ سعودی عرب میں تقریباً ۳۰ لاکھ بھارتی، ۱۸ لاکھ پاکستانی، ۱۶ لاکھ بنگلہ دیشی، ۴ لاکھ مصری، ایک لاکھ یمنی اور تین لاکھ دیگر ممالک کے لوگ کام کرتے ہیں، یہ تمام افراد اپنے وطن کے محنت کش معاصرین سے زیادہ آسودہ حال ہیں۔

دنیا میں نظام ہائے حکومت کی خوبی وخامی کا اصل پیمانہ نتائج ہیں، ایسی جمہوریت سے جس میں غریب عوام کو عدل وانصاف، جان و مال کا تحفظ اور دو وقت کی روٹی میسر نہ ہو، وہ ملوکیت ہزار درجے افضل ہے جس میں عدل وانصاف اور معاشرتی حقوق حاصل ہوں۔

کس قدر المیہ ہے کہ پاکستان کی ۷۵ سالہ تاریخ میں ایک حکمران بھی ایسا نہیں آیا، جسے حقیقی معنوں میں مخلص، محبّ وطن اور باکردار مسلمان کہا جاسکے۔

ہر چارہ گر کو چارہ گری سے گریز تھا
ورنہ ہمیں جو دکھ تھے بہت لادوا نہ تھے

بقیہ:...... تحریک پاکستان سے تحریک ختم نبوت تک

سیاست کے میدان الگ ہیں، ریاست کے معاملات الگ ہیں، حقوق کے معاملات الگ ہیں، مگر ہمارے اور آپ کے لیے ایک ضمانت ہے کہ اگر ہم اس مشن کے ساتھ وابستہ رہے تو ہمارے لیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے صدقے جنت نصیب ہوگی، اللہ تعالیٰ ہمارے تمام لوگوں کے لیے اسے خیر وبرکت کا باعث بنائے:

آسماں ہوگا سَحَر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی
اس قدر ہوگی ترنّم آفریں بادِ بہار
نگہت خوابیدہ غنچے کی نوا ہو جائے گی
آ ملیں گے سینہ چاکانِ چمن سے سینہ چاک
بزمِ گُل کی ہم نفَس بادِ صبا ہو جائے گی
پھر دلوں کو یاد آ جائے گا پیغامِ سجود
پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

باجماعت نماز میں صفوں کا اہتمام

عظمت واہمیت اور اس کے آداب

مولانا کامران اجمل

اسلام نے مسلمانوں کو منظم اور یکجا رہنے کی بڑی ترغیب دی ہے، ان کے آپس کے جوڑ کو اس قدر لازمی قرار دیا ہے کہ باہمی تعلق تو اپنی جگہ صرف دل میں کینہ وبغض رکھنے کو بھی سختی سے منع فرمایا اور یہ تک فرمادیا کہ یہ اعمال کو ایسے ختم کردیتا ہے جیسے استرا سر کے بالوں کو مکمل طور پر ختم کردیتا ہے، اور اس یکسانیت اور یکجائیت کے لیے شریعت مطہرہ نے احکام بھی اس انداز سے دیئے ہیں، جن سے ایک مسلمان کی اجتماعی زندگی پر فرق نہ پڑے، ایسے اعمال کرنے کا فرمایا جو دیکھنے میں تو بہت چھوٹے اعمال ہیں، لیکن اپنے اجر اور مقصد کے اعتبار سے بہت ہی بڑے ہیں۔

انہی اعمال میں سے ایک عمل مسجد میں صفوں کا خیال رکھنا ہے، صفوں کے درست کرنے کی پابندی انفرادی طور پر ہر شخص اگر دیکھے تو بہت ہی مختصر عمل ہے، لیکن حقیقت کے اعتبار سے اس کے بہت سے فوائد اور اس کے چھوڑنے کے بہت سے نقصانات ہیں، جس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے، صفوں کی درستی کتنا اہم اور لازمی معاملہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی وہ چند احادیث جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کتنا اہتمام فرمایا کرتے تھے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

ا:... تم اس طرح صفیں کیوں نہیں بناتے، جس طرح فرشتے بناتے ہیں؟ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرشتے کیسے صف بناتے ہیں؟ فرمایا: وہ پہلی صفوں کو پُر کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔ (صحیح مسلم)

۲:... حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صف میں ایک طرف سے داخل ہوتے اور دوسری جانب تک جاتے، ہمارے سینوں اور کندھوں کو ہاتھوں سے درست فرماتے۔'' (مسند احمد)

۳:... حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو اس طرح درست فرماتے تھے، گویا اس کے ذریعے تیروں کو درست فرمارہے ہوں۔'' (صحیح مسلم)

۴:... انہی سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنی صفوں کو لازمی طور پر درست کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں میں مخالفت ڈال دے گا۔

۵:... حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کندھوں پر ہاتھوں کو برابر کرتے اور فرماتے کہ اپنی صفوں کو درست کرلو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا کردے گا۔'' (صحیح مسلم)

۶:... حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم نماز باجماعت پڑھو تو صفوں کو درست کرلیا کرو۔'' (صحیح مسلم)

۷:... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نماز میں صفوں کو درست رکھو، اس لیے کہ صف کو سیدھا رکھنا نماز کے حسن میں سے ہے۔'' (صحیح بخاری)

۸:... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم صفوں میں سیدھے ہوجاؤ اور خوب مل جاؤ۔'' (مصنف ابن ابی شیبہ)

۹:... حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سیدھے اور قریب قریب ہوجاؤ۔'' (مسند احمد)

۱۰:... ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صف میں ایک صحابیؓ کو دیکھا کہ ان کا سینہ باہر تھا، دیگر لوگوں کی بہ نسبت تو آپ علیہ السلام نے اس پر ڈانٹا اور صف درست کرنے کا حکم فرمایا۔ (صحیح مسلم)

ان روایات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باجماعت نماز میں صفوں کا کتنا اہتمام فرمایا ہے اور اسی اہتمام کی بنیاد پر آپ علیہ السلام نے باقاعدہ صف بندی کا طریقہ بھی بتایا کہ کس عمر کے لوگوں کو کس صف میں کھڑا ہونا چاہیے؟ حضرات فقہائے

کرام نے اسے اہتمام سے ذکر فرمایا ہے کہ اگر کہیں جماعت میں صرف مرد ہوں، یعنی بچے وغیرہ نہ ہوں تو اس کی ترتیب یہ ہوگی کہ اس میں صف کو درمیان سے بنایا جائے اور پھر دونوں اطراف میں آکر شامل ہوا جائے، اس ترتیب سے کہ اس میں دو طرف کا توازن برقرار رہے، ایسا نہ ہو کہ ایک طرف کی صف مکمل ہو جائے اور دوسری طرف سے صف اسی طرح خالی رہے، اور جب پہلی صف بھر جائے تو اس کے بعد دوسری صف بنائی جائے، صرف ایک طرف کی تمام صفیں بھر دینا یا اگلی صف خالی ہونے کی صورت میں پچھلی صف میں نماز پڑھنے کو ناپسندیدہ سمجھا گیا ہے، اس لیے اس بات کا اہتمام ضروری ہے کہ ہم صفوں کو اسی انداز میں بنائیں، تاکہ اہتمام نماز کا پتا چل سکے۔ اگر کوئی جگہ ایسی ہے کہ جہاں مرد عورتیں بچے اور خنثیٰ لوگ بھی موجود ہوں تو حضرات فقہاء کرام نے اسے بھی بیان فرمایا کہ ایسی صورت میں پہلے مردوں کی صفیں بنیں گی، پھر بچوں کی، پھر خنثیٰ کی، پھر عورتوں کی صفیں بنیں گی۔

شریعت مطہرہ کی طرف سے صفوں کے معاملے میں اس قدر حساسیت کے باوجود ہم صفوں کے معاملے میں سستی اور بعض نادانستہ خطاؤں میں مبتلا ہیں، لیکن ہمیں اس کا اندازہ نہیں ہے کہ ہم صفوں کی اس ترتیب کی مخالفت کرکے درحقیقت اسلام کے نظام اجتماعیت پر اثر انداز ہوتے ہیں، وہ غلطیاں جو ہم صفوں کے معاملے میں کرتے ہیں وہ دو طرح کی ہیں:

۱:... وہ غلطیاں جو ہم صفوں کے معاملے میں شریعت کے مزاج کو سمجھے بغیر ہی سختی کی صورت میں کرتے ہیں۔

۲:... وہ غلطیاں جو ہم شریعت پر عمل پیرا ہونے کے لیے کرتے ہیں، لیکن انجانے میں ہم شریعت کی مخالفت کرتے ہیں۔

ذیل میں دونوں طرح کی خرابیوں کی طرف مختصراً اشارہ کیا جاتا ہے، شاید یہ ہماری کوتاہیوں کے سمجھنے اور مساجد میں نماز کے دوران صفوں کے آداب اور اسلامی تعلیمات پر عمل کا باعث بن سکے۔

۱:... کچھ لوگ صفوں کے معاملے میں اس قدر غفلت اور بے احتیاطی کا معاملہ کرتے ہیں کہ بچوں کو صفوں میں آنے ہی نہیں دیتے، بسا اوقات بہت سمجھ دار بچے بھی ہوتے ہیں، جو مسجد میں شور شرابہ تو درکنار صفوں میں اس قدر اہتمام اور محبت سے بیٹھے ہوتے ہیں کہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ آٹھ دس سال کا بچہ ہے یا پھر کوئی ادھیڑ عمر سلجھا ہوا شخص، لیکن چونکہ ہمیں معلوم ہے کہ بچوں کی صفیں پیچھے بنتی ہیں تو ہم ان بچوں پر اس بھی اس قدر سختی کر جاتے ہیں کہ اللہ کی پناہ، اس سے بڑھ کر یہ کہ ہم بچوں کو مسجدوں میں آنے سے ہی روکتے ہیں، اگر معمولی شعور رکھنے والا بچہ مسجد میں آ بھی جائے تو اسے اس قدر ذلیل کیا جاتا ہے کہ وہ آئندہ مسجد آنے کے بارے میں سوچتا بھی نہیں ہے، جس کی وجہ سے بلوغت کے بعد بھی وہ نمازوں سے دور ہو جاتا ہے، اس کا گناہ اسے مسجد سے بچپن میں دور کرنے والے کے سر کسی نہ کسی درجے میں ضرور ہوگا، کیونکہ وہی اسے بچپن میں مسجد اور مسجد والوں سے بدظن کرنے کا باعث بنا ہے، جس پر کسی طرح چھوٹ نہیں ہوگی، اور اس طرح کے نجانے کتنے لوگ ہوں گے جنہیں ہم نے اپنے اس رویے کی وجہ سے مسجد اور اپنے رب سے دور کر دیا ہوگا، لیکن ہمیں خبر ہی نہیں ہے، کیونکہ کوئی انسان اپنی وجہ سے دین سے دور جانے والے حضرات کے بارے میں معلومات نہیں رکھتا، البتہ اپنی وجہ سے دین کی طرف آنے والے کا حساب کتاب ہر ایک کو یاد بھی ہوتا ہے اور لوگوں کے سامنے تذکرہ بھی کرتا ہے کہ فلاں شخص میری وجہ سے نمازی بنا، فلاں شخص نے میری وجہ سے داڑھی رکھی، لیکن کوئی یہ نہیں بتاتا کہ فلاں شخص میری وجہ سے مسجد سے دور ہوا، فلاں میری ڈانٹ، فلاں میری سخت گوئی وغیرہ سے دور ہوا، اس لیے اس بات کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے کہ ہم مسجد میں آنے والے بچوں کو بجائے ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے انہیں پیار سے سمجھائیں، انہیں باجماعت نماز میں صف بندی کی ترتیب سکھائیں، تاکہ یہی بچے کل اپنے رب اور دین سے بےزار نہ ہو جائیں اور ذمہ دار ہم نہ ٹھہر جائیں۔

بعض حضرات اپنی ناسمجھی کی وجہ سے ایسے حضرات پر بھی صف کے معاملے میں سختی کر جاتے ہیں، جنہیں خود شریعت مطہرہ نے چھوٹ دی ہو، مثلاً: بیمار ہیں اور وہ پچھلی صف میں اس لیے کھڑے ہیں کہ اگلی صفوں میں کرسی پر بیٹھنے کو اچھا نہیں سمجھتے اور انہیں معلوم بھی ہے کہ اگلی صفیں پُر ہو جائیں گی، اور سب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والوں کے درمیان میں بیٹھ کر پڑھنے والا فرد گویا کسی معمولی درجے میں صف بندی میں مخل ہے کہ لوگ کندھوں سے کندھے ملائے صف بندی کا اظہار کرتے ہیں اور درمیان میں بیٹھا ہوا شخص آ جائے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے صف ٹوٹ گئی ہو، اس احساس کی وجہ سے وہ بجائے پہلی یا اگلی صفوں میں بیٹھ کر پڑھنے کے پچھلی صفوں میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کو ترجیح دیتے ہیں، ایسی صورت میں شریعت

کی طرف سے انہیں اجازت بھی ہے، خصوصاً جب اگلی صفیں پر ہونے کا غالب گمان بھی ہو، لیکن بعض حضرات ان پر اس قدر سختی کر جاتے ہیں، کیونکہ وہ صف بندی کو لازمی تو سمجھتے ہیں، لیکن صف بندی کا صحیح مطلب نہیں جانتے، اس لیے اس میں بھی اہتمام لازمی ہے کہ کسی کو ڈانٹ ڈپٹ کے بجائے مسجد میں آ کر اپنی عبادت میں مصروف ہونا چاہیے اور اس قسم کی کسی بھی چیز میں خود دخل اندازی کے بجائے امام مسجد پر اس کام کو چھوڑ دیا جائے، تاکہ وہ اسے شریعت کی رو سے سلجھا سکیں اور مسجد میں اجتماعیت کی فضا قائم رہے جو کہ صفوں کی درستی کے مقاصد میں سے ہے۔

۲:... وہ غلطیاں جو ہم مسجد میں صفوں کے حوالے سے کرتے ہیں، اور انہیں غلط نہیں سمجھتے، وہ حسب ذیل ہیں:

الف:......صفوں کو درمیان سے نہ بنانا ، اس کوتاہی میں ہم تیزی سے مبتلا ہو رہے ہیں، اس کی وجہ مختلف ہوتی ہے، یا تو ہم سمجھتے ہیں کہ شریعت نے اجازت دی ہے اور ہم نماز کہیں بھی پڑھ لیں، جماعت سے نماز ہو جاتی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز یقیناً ہو جاتی ہے، لیکن شریعت کے مزاج کے خلاف ہے، کیونکہ شریعت کی ترغیب یہ ہے کہ اگلی صفوں میں پہنچنے کا اہتمام کیا جائے، یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام نے اس پر بحث کی ہے کہ صف اول میں نماز پڑھنے کی فضیلت تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے لیکن صف اول میں کون سی جگہ افضل ہے، جس سے یہ اندازہ لگانا آسان ہے کہ شریعت میں پہلی صفوں میں نماز پڑھنے کی ترغیب ہے، ہم صرف جواز دو دیکھ کر پچھلی صفوں میں کھڑے ہو جاتے ہیں جس کا نقصان یہ ہے کہ ہم شریعت کے اجتماعیت کے نظام میں خلل پیدا کرنے والے بن جاتے ہیں اور ہمیں اس کا علم بھی نہیں ہوتا۔

ب:...... دوسری غلطی ہم سے یہ سرزد ہو جاتی ہے کہ اگلی صفوں میں پہنچنے کے لیے اپنے مسلمان بھائیوں کے کندھوں کو پھلانگتے ہیں، جو کہ حرام کام ہے، اگر اگلی صفوں میں واقعی جگہ خالی ہے تو قریب کے لوگوں کو چاہیے کہ وہ اس خالی جگہ کو پُر کریں، اگر نہیں تو تھوڑا انتظار کر لینا چاہیے، تاکہ جب صفیں درست ہوں تو اس وقت آگے بڑھ جائے، اس میں حرج نہیں ہے، شریعت اس کی کبھی اجازت نہیں دیتی کہ کسی فضیلت والے کام کو کرنے کے لیے کسی حرام کا ارتکاب کیا جائے۔

ج:...... تیسری غلطی جو ہم عموماً کر جاتے ہیں، وہ یہ کہ صفوں کے اہتمام کے بارے میں اس قدر تاکید کے باوجود ہم صفوں کا خیال نہیں کرتے، بلکہ اپنے بچوں کو لے کر اگلی صفوں میں بٹھا دیتے ہیں جو کسی طرح درست نہیں ہے، کیونکہ ہر شخص کو اپنا بچہ پیارا بھی لگتا ہے اور شاید وہ اپنے بچے کو سمجھ دار بھی سمجھتا ہے، اور اس طرح بچوں کو اگلی صفوں میں پہنچا دیتے ہیں، جس کی وجہ سے بسا اوقات اگلی صفوں میں کھڑے لوگوں کی نماز خراب ہوتی ہے، بسا اوقات نمازیں ٹوٹ بھی جاتے ہیں ، اس لیے اس بات کا اہتمام لازمی ہے کہ اگر اپنے بچوں کو اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں اور ان کی تربیت مقصود ہے تو پھر پچھلی صفوں میں اپنے بچے کو اپنے ساتھ رکھیں، تاکہ وہ شرارت سے بھی باز آجائے اور صفوں کی ترتیب خراب نہ ہو۔

د:...... چوتھی غلطی جو ہم سے کورونا کے بعد بڑھ گئی ہے وہ یہ ہے کہ صفوں میں اتصال (مل مل کر کھڑے ہونے) کا خیال نہیں رکھتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح سے کورونا کے دنوں میں جس طرح الگ الگ کھڑے ہو کر نماز ہو جاتی تھی، اسی طرح اب بھی الرجی وغیرہ بیماریوں سے ڈرنے کی وجہ سے الگ الگ کھڑے ہو سکتے ہیں، اور بعض اوقات تو یہ جملہ بھی سننے کو مل جاتا ہے کہ الگ الگ کھڑے رہتے ہیں، تاکہ پسینے کی بدبو نہ آئے، یہ جملہ سراسر غلط ہے، اس لیے کہ کورونا کے دنوں میں بھی جن علماء کرام نے اجازت دی تھی، وہ ایک عمومی وبا کی وجہ سے دی تھی اپنی نفسانی خواہش کی وجہ سے اجازت نہیں دی تھی اور کسی سے مل کر کھڑے ہونے کو الرجی یا کسی اور بیماری کا باعث قرار دینا شریعت کے مقصد کو فوت کرنے کی طرح ہے، جس کی کسی صورت شریعت میں گنجائش نہیں ہے۔

ھ:......ایک اہم بات یہ سمجھنی بھی لازمی ہے کہ جس طرح شریعت میں مل مل کر کھڑے ہونے کی ترغیب ہے، اسی طرح حتی الامکان کندھوں کو کندھوں سے ملا کر کھڑا ہونا بھی شریعت میں مطلوب ہے، اور جو اس مقصد میں جتنا کم کرتا چلا جائے گا، اس قدر غلطی کا مرتکب ہوگا، اب ہم سے ایک غلطی ہو جاتی ہے کہ اگر ڈاکٹر نے ایک مرتبہ زندگی میں بیٹھنے کی اجازت دے دی تو ساری زندگی کرسی سے اٹھ کر نماز پڑھنے کی کوشش تک نہیں کرتے، یہ جس طرح نمازوں پر اثر انداز ہوتے ہیں، اسی طرح یہ صفوں پر بھی بہت زیادہ اثر انداز ہو جاتے ہیں، اس لیے اس سے اجتناب لازمی ہے۔ یہ چند چیزیں ہیں جو صفوں کے اہتمام اور ہماری بعض کوتاہیوں سے متعلق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شریعتِ مطہرہ پر عمل کرنے اور اس کے مقاصد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین) ☆☆

سیلاب زدگان کی امداد اور بحالی!

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ مدینہ منورہ میں ایک علاقہ اشعریوں کا محلّہ کہلاتا تھا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ چند خاندان غزوۂ خیبر کے موقع پر یمن سے ہجرت کر کے آئے تھے اور آ کر مدینہ منورہ میں آباد ہو گئے تھے، وہاں انہوں نے الگ جگہ لے کر اپنا محلّہ بسایا تھا جو اشعریوں کا محلّہ کہلاتا تھا۔ یمن سے آنے والے اس مہاجر قبیلے کی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو تین حوالوں سے تعریف کی ہے، ایک دفعہ ان کو ڈانٹا تھا اور دو حوالوں سے ان کی تعریف کی ہے۔

عام طور پر اشعریوں کو فقہاء کرام اور قراء حضرات کہا جاتا تھا، دین کی سمجھ رکھنے والے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے، ان کا عام تعارف یہ تھا۔ یعنی یہ مدینہ منورہ میں پڑھی لکھی فیملی کہلاتے تھے۔ ان میں سے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ امت کے تین چار بڑے قاریوں میں سے ہیں، جن کی قرأت کی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تعریف فرمائی ہے۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے علاقے میں کسی کام کے سلسلے میں گئے، واپس آتے ہوئے ان کے محلے سے گزرے۔ جب حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے مکان کے سامنے سے گزرے تو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اپنے گھر میں بیٹھ کر مزے سے تلاوت کر رہے تھے، گلی میں آواز آ رہی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کھڑے ہو گئے، تھوڑی دیر دونوں میاں بیوی ان کی تلاوت سنتے رہے اور اس کے بعد چلے گئے۔ صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے ملاقات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوموسیٰ! رات کو میں اور عائشہ تمہارے محلے سے گزر رہے تھے، تم اپنے گھر میں قرآن کریم پڑھ رہے تھے، باہر آواز آ رہی تھی، ہم دونوں وہاں کھڑے ہو گئے اور کچھ دیر تمہاری تلاوت سنتے رہے۔ ''لقد اوتیت مزمارا من مزامیر آل داؤد'' لگتا ہے تمہارے گلے میں داؤد علیہ السلام کے خاندان کی سُر ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام بہت اچھی سر والے پیغمبر تھے، ان کی آواز بہت پیاری تھی۔ اس پر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! مجھے پتا نہیں چلا کہ آپ سن رہے ہیں ورنہ میں اور زیادہ لے میں پڑھتا۔

ایک موقع پر اس خاندان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈانٹا۔ ایک روایت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنے رسالہ ''الوحدان'' میں نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو اہلِ علم ہیں، پڑھے لکھے لوگ ہیں، ان کے گرد کی ساری آبادی جاہل ہے اور وہ ان کو پڑھاتے نہیں ہیں۔ اور ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو پڑھے لکھے نہیں ہیں، ان کے درمیان پڑھے لکھے لوگ رہتے ہیں، اور وہ ان سے پڑھتے نہیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو ڈانٹا۔ اہلِ علم سے نہ پڑھنے والوں کو بھی، اور نہ پڑھانے والوں کو بھی۔ اور فرمایا کہ یہ دونوں طبقے باز آ جائیں ورنہ ان کو سزا دوں گا۔ آپ نے اشعریوں کا نام تو نہیں لیا لیکن مدینہ کے لوگ سمجھ گئے کہ ان کی بات ہو رہی ہے کیونکہ یہ پڑھے لکھے لوگ تھے اور ان کے اردگرد سارے زمیندار، کاشتکار لوگ تھے۔

جب بات ان تک پہنچی تو ان کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے جمعہ کے خطبہ میں یہ بات ارشاد فرمائی تھی، لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے بارے میں فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا، ہاں! لوگ ٹھیک کہتے ہیں، تمہارے بارے میں ہی یہ کہا تھا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم سے پڑھتے وہ لوگ نہیں ہے اور سزا ہمیں ہوگی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اَن پڑھوں کی ذمہ داری ہے پڑھے لکھوں کو تلاش کر کے ان سے پڑھیں، اور پڑھے لکھے لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ اردگرد اَن پڑھ لوگوں کو تلاش کر کے ان کو پڑھائیں۔

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

قبیلے کی ایک خاص صفت کی تعریف بھی کی ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اشعری بہت اچھے لوگ ہیں اور ان کی یہ صفت مجھے بہت پسند ہے کہ جب کوئی اجتماعی مصیبت یا آفت آ جاتی ہے تو یہ ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں اور اکٹھے ہو کر اپنی ساری پونجی اکٹھی کر لیتے ہیں اور اسے برابر تقسیم کر لیتے ہیں، تا کہ کسی کو محسوس نہ ہو کہ فلاں تو کھاتا پیتا ہے اور میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اس صفت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف کی کہ اشعریوں کی یہ صفت بہت اچھی ہے۔

یہ میں نے اس لیے عرض کیا ہے کہ آج ہمیں اسی بات کی ضرورت ہے۔ سیلاب زدہ علاقوں میں جو کچھ تباہی مچی ہے اللہ پاک معاف فرمائے۔ اس وقت جو بھی امداد ہو رہی ہے، الحمد للہ لوگ اپنے ذوق کے مطابق ان کی امداد کر رہے ہیں، ہر جگہ سے امداد آ رہی ہے، لیکن یہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ فرسٹ ایڈ ہے۔ فرسٹ ایڈ بھی ضروری ہوتی ہے، مریض یا زخمی کو فوری طور پر سنبھالنا پہلا کام ہوتا ہے، لیکن اصل علاج تو اس کے بعد شروع ہوتا ہے اور وہ پتہ نہیں کتنی دیر تک چلے گا۔

سیلاب سے بے گھر ہونے والے، سیلاب سے اجڑنے والے، جن کے کھیت اجڑ گئے، جن کی بستیاں اجڑ گئیں، جن کے بچے بہہ گئے، جن کے جانور بہہ گئے، جو تباہ حال ہو گئے ہیں ہمیں ان کو سنبھالنے کے لیے بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ ہم ان کے لیے وہ تو نہیں کر سکتے جو اشعریؓ کرتے تھے کہ ساری جمع پونجی اکٹھی کر کے اس کو برابر تقسیم کر لیتے تھے، یہ تو ہمارے بس کی بات نہیں ہے، لیکن متاثرین کو یہ احساس نہ ہونے دینا کہ ہم بالکل بے سہارا ہو گئے اور ہمارا کوئی ساتھی نہیں ہے، یہ ہماری قومی ذمہ داری ہے۔ چند سال حالات ایسے رہیں گے، ان کے مکان بنیں گے، ان کے کھیت آباد ہوں گے۔

یہ بھی اللہ کا نظام ہے کہ بڑی عید سے پہلے جانور پانی نہ ہونے کی وجہ سے مر رہے تھے اور اب جانور پانی زیادہ ہونے کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ بہرحال یہ لمبی منصوبہ بندی ہے اس کے لیے ہمیں سوچنا چاہیے اور اپنے اپنے ذوق کے مطابق جتنا بھی ہو سکے مستقل بنیادوں پر کوشش کرنی چاہیے، تا کہ ہم ان کے لیے کوئی ایسا نظم بنا لیں کہ ان کو بحالی تک مدد ملتی رہے۔ سرکاری سطح پر جو ہوتا ہے وہ تو ہوتا ہی ہے، لیکن نجی سطح پر بھی ہمیں اس کی کوشش کرنی چاہیے، فرسٹ ایڈ کے بعد ان کی مستقل بحالی کے لیے بھی ہمیں سوچنا ہوگا اور اس کی فکر کرنی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

☆☆......................☆☆

بقیہ:...... اداریہ

ہم شکر گزار ہیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کہ وہ دو محاذوں پر جنگ لڑ رہی ہے، ایک یہ محاذ کہ ختم نبوت کی حفاظت ہو رہی ہے اور انکارِ ختم نبوت کے ضمن میں جو ناموس رسالت پر آنچ آتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار کرتے ہی آدمی ان پر گویا جھوٹ کی تہمت لگاتا ہے اور تاج وتخت ختم نبوت کا دعویٰ کرتا ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں تو وہ نبوت چھیننا چاہتا ہے، وہ تاج چھین کر اپنے سر پر سجانا چاہتا ہے، یہ ناموس رسالت پر حملہ ہے، ذات رسالت پر حملہ ہے۔ تحفظ ختم نبوت کے ضمن میں ناموس رسالت کا بھی تحفظ ضروری ہے اور اس کا تقاضا یہی ہے کہ مرزے کا اور مرزے کی جماعت کا تعاقب بھی کیا جائے اور اپنی سیرت بھی سنواری جائے تا کہ اللہ کے ہاں سرخ رو ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جو اکابر تشریف فرما ہیں ان کا سایہ قائم ودائم رکھے اور ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور برکات سے نوازے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے گزشتہ تمام قائدین کی قبروں کو اللہ منور فرمائے اور جو آگے آئیں گے، اللہ ان کی بھی حفاظت فرمائے اور اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے ہم سب کو بہرہ ور فرمائے۔ میرے ذمہ لگا تھا کہ میں دو چار منٹ کے لیے کوئی بات عرض کر دوں۔ اللہ نے موقع دیا تو پھر تفصیلی بات ہوگی۔ اقول قولی ھذا واستغفر اللہ لی ولکم. السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!“

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو حضرت امیر مرکزیہ کی ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے اور آپ کے فیوض و برکات سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

اسمارٹ فون

اخلاقِ رذیلہ کا سرچشمہ

بیان: جناب فیروز عبداللہ میمن صاحب

اسمارٹ فون کی وجہ سے عوام وخواص، خواہ مرد ہوں یا خواتین ہوں، مختلف قسم کے اخلاقِ رذیلہ میں مبتلا ہوجاتے ہیں اوران کو اپنی اصلاح کی فکر بھی نہیں ہوتی۔

غیبت کا بازار گرم:

میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے دوستی لگائیں، اتنی دیر اللہ سے بات چیت کریں، کیا فون پر طویل گفتگو میں کوئی غیبت نہیں کرتا؟ لمبی گفتگو میں غیبت سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں: جہاں کہیں دوعورتوں نے باتیں شروع کیں، تھوڑی دیر بعد غیبت شروع ہوجائے گی، الاّ ماشاءاللہ۔

اور یہ بھی حضرت تھانویؒ کی بات ہے، فرمایا کہ: ''اجی! اپنے بکھیڑے تھوڑے ہیں جو ہم دوسروں کے بکھیڑوں میں پڑیں؟''

جب پہلے یہ پیکج نہیں تھے تو رشتہ داروں اوردوستوں سے کیسے بات کرتے تھے؟ اب بھی ویسے ہی کرو، پانچ منٹ دس منٹ کرلو۔ کئی گھنٹے موبائل پیکج پر فضول باتیں کرنا کیا یہ گناہ نہیں ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ پوچھیں گے نہیں کہ تم نے وقت کہاں استعمال کیا؟ میں یہ بات ایسے ہی نہیں کہہ رہا، لوگ چار چار پانچ پانچ گھنٹے مفت پیکج پر باتیں کررہے ہیں۔

تجسس اور پروپیگنڈا کرکے بدنام کرنا:

آج کل ایک دوسرے کے راز کے پیچھے پڑتے ہیں، تجسس کرتے ہیں، غلطیوں کی ٹوہ لگاتے ہیں اوربعض بے حیا موبائل ہیک کرکے تمام ڈیٹا چوری کرلیتے ہیں، پھرعزت کی دھجیاں اڑاکر مزے لیتے ہیں، حالانکہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے کعبہ شریف کو دیکھ کر فرمایا تھا: ''اے کعبہ! تیری عزت سر آنکھوں پر ہے، لیکن مومن کی آبرو تجھ سے بڑھ کر ہے۔'' بجائے اس کے کہ دوسروں کے عیبوں پر پردہ رکھے ان کو اور پھیلاتے ہیں، حالانکہ دوسروں کے عیب کو چھپانے کا حکم ہے۔ موبائل کے ذریعے پردہ دری، پروپیگنڈہ، جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنانا بھی عام ہوتا جا رہا ہے۔ گناہوں کی تصویر بنا کر ستاتے اور ذلیل کرتے ہیں، حالانکہ عیب دیکھنا بھی منع اورعیب ظاہر کرنا بھی گناہ ہے۔

کسی کو ذلیل کرنے پر وعید:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرورِ عالم رسالت مآب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بندہ دنیا میں کسی بندے کے عیب چھپائے گا، قیامت کے دن اللہ اس کے عیب چھپائے گا۔'' تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے، اوراللہ کو اپنے بندوں کی عیب جوئی، ان کو بدنام کرنا سخت ناپسند ہے، اتنا ناپسند ہے کہ اس کو زنا سے زیادہ اشد قرار دے دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''غیبت زنا سے بھی زیادہ شدید ہے۔'' ہمارے حضرت والا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ اس کی مثال دیا کرتے تھے کہ دیکھو! اپنا بیٹا کتنا ہی نالائق ہو اور باپ اسے ڈانٹتا بھی ہو، مگر باپ یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ میرے بیٹے پر محلّہ میں کوئی دوسرا تبصرہ کرے، اس سے اس کا دل دکھتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کو حق ہے اپنے بندوں کو ڈانٹ لگانے کا، مگر تم کیوں اس پر تبصرہ کرتے ہو؟ اگر تم واقعی مخلص ہو تو اسے ادب و اکرام سے سمجھاؤ، اس کے لیے دعائیں مانگو، رو روکر کہ اے اللہ! وہ بے نمازی ہے اسے نمازی بنا دے، کچھ آنسو گراؤ، پھر دیکھو! تمہارے دل میں کیسا نور بڑھتا ہے!

واٹس اپ گروپ کی وجہ سے جھگڑے:

اسمارٹ فون پر خاندانوں اور دوستوں کے واٹس اپ گروپ بنے ہوئے ہیں، جس میں فضول بحث و مباحثوں کے ساتھ غیبت، بہتان تراشی اورتنقید کا بازار گرم رہتا ہے، اس کو گناہ ہی نہیں سمجھتے۔ فضول باتوں میں وقت الگ برباد کرتے ہیں اور تلخیاں الگ ہوتی ہیں۔ ساس بہو میں کچھ جھگڑا ہوا اور بہو ناراض ہوکر میکے چلی گئی تو نیٹ کے گروپ میں غیبت، برائی اور الزامات لگا کر مزید دوریاں پیدا

کرتے ہیں۔ خاندان کے جھگڑے، میاں بیوی، ساس بہو کے جھگڑے ٹیپ کر لیتے ہیں، پھر اس میں سے اپنی غلط باتوں کو نکال کر دوسروں کی غلطیوں کو پھیلاتے ہیں، صلح کے بجائے آگ لگا کر طلاق کرادیتے ہیں، کیونکہ جوڑنے والے کم اور توڑنے والے اور تماشا دیکھ کر خوش ہونے والے زیادہ ہوتے ہیں۔

بلیک میلنگ کرنا:

موبائل کے ذریعے بلیک میل کرنے کا سلسلہ بھی عام ہے، لوگوں کی بددعائیں لیتے ہیں، عزت والے لوگ بدنام ہوجاتے ہیں اور یہ لوگ خوشیاں مناتے ہیں کہ ہم نے بڑا کارنامہ کرلیا۔ اسی طرح بعض لوگ علماء کرام اور بزرگانِ دین کی ویب سائٹ ہیک کرکے اس پر غلط چیزیں ڈال کران کو بدنام کرتے ہیں اوراللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لیتے ہیں۔

موبائل کے استعمال کی وجہ سے اخلاق خراب:

موبائل کی فضولیات کے ساتھ نہ شوہر کی اطاعت ہوسکتی ہے، نہ ماں باپ، ساس سسر کی خدمت ہوسکتی ہے، نہ اولاد کی تربیت ہوسکتی ہے، خاتون جب فون یا نیٹ کے ذریعہ پیکج پر بات کرے گی، اوراس دوران جب بچہ روئے گا، اسے بھوک لگے گی یا پیشاب پاخانہ کردے گا تو خاتون اسے برا بھلا کہے گی، مارے گی، کیونکہ فون تو وہ بند نہیں کرے گی، معصوم بچے کی پٹائی کرنے سے کیا اللہ تعالیٰ راضی ہوگا؟

ریا اور حُبِ جاہ کا مرض:

جولوگ اسمارٹ فون رکھتے ہیں، اس سے فیشن پرستی میں بھی مبتلا ہونے کا خدشہ ہے، کہتے ہیں کہ فلاں کے پاس ایسے جدید فیشن والا موبائل ہے تو میرے پاس بھی ہونا چاہیے۔ احساسِ کمتری، ریا، دکھلاوا، شرکِ خفی میں مبتلا ہو رہے ہیں، مہنگا موبائل خریدنے میں جاہ بھی چھپی ہوئی ہے کہ شہرت ملے اور لوگ تعریف کریں کہ میرے پاس قیمتی موبائل ہے، نئے نئے ڈیزائن کے مہنگے موبائل خرید لیتے ہیں، پھر دوسروں کو دکھانے کے لیے ان کے بات کرنے کا انداز بدل جاتا ہے، بات بات پر جان بوجھ کر موبائل دکھاتے ہیں کہ مرے پاس اتنا مہنگا موبائل ہے۔ کیا یہ ریا نہیں ہے؟ اب جن کے پاس بڑا موبائل نہیں ہوگا تو اگر وہ سمجھدار ہوں گے تو خوش ہوں گے کہ اس بلا سے اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور اگر عقلمند نہیں ہوں گے تو احساسِ کمتری کا شکار ہوجائیں گے۔

ناشکری اور حرص کا مرض:

اسمارٹ فون سے ناشکری اور حرص کا بھی مرض پیدا ہوتا ہے، کیسے؟ خواتین ویب کیمرہ یا واٹس اپ پر اپنے رشتے داروں کے گھر کی مختلف اشیاء مثلاً پردے، کراکری، کھلونے، کپڑے وغیرہ دیکھ کر ناشکری کرتی ہیں کہ: ''ہمارے پاس یہ سب کیوں نہیں ہے؟'' اسی طرح مختلف ملکوں کے رشتے داروں سے رابطہ ہوتا ہے تو ان سے کہتے ہیں کہ اپنا گھر دکھاؤ، بیٹھنے کی جگہ دکھاؤ، کراکری، کارپٹ وغیرہ دکھاؤ، جو چیزیں چھپا کر رکھنے کی ہیں، وہ سب لائیو دکھا رہے ہیں، یا وڈیو بنا کر بھیج رہے ہیں۔ جن لوگوں کے پاس یہ چیزیں نہیں ہوں گی ان کو حسرت ہوگی، وہ ناشکری کے گناہ میں مبتلا ہوں گے اور دکھانے والا ریا کے گناہ میں مبتلا ہوگا۔ یہ سب دکھانے کا مقصد کیا ہوتا ہے؟ یہی کہ سب پوچھیں کہ یہ چیز کتنے کی لی ہے؟ اور ہمارا رعب جمے کہ اچھا! اتنی مہنگی لی ہے۔ اسی طرح اپنی بچیوں کے جہیز کا سامان، زیورات اور کپڑے دوسروں کو موبائل پر دکھانے سے نظر بھی لگتی ہے، پھر روتے ہیں کہ نظر لگ گئی۔

گنجائش سے مہنگی چیزیں خریدنے کے لیے قرض لینا:

دوسری بات یہ ہے کہ جب یہاں اس کو خریدنے کی استطاعت نہیں ہوگی تو سود والے کریڈٹ کارڈ سے قرض لیا جائے گا اور قرضوں میں ڈوبتے چلے جائیں گے، ہر وقت مقروض ہیں، ہروقت دوسروں کی طرف دیکھ رہے ہیں، گھر کی خواتین کی فرمائشیں بھی کم نہیں ہوتیں، جیسے کسی بڑے اسٹور یا شاپنگ مال میں جو جاتا ہے تو یا تو ناشکری کرنے لگتا ہے یا حیثیت سے زیادہ خریداری کرتا ہے۔ اب جب باہر ملک کی چیزیں دیکھیں گے کہ وہاں سردی کے کپڑے وغیرہ اتنے اچھے ہیں تو فوراً یہاں سے کہا جاتا ہے کہ ہم آپ کو پیسے بھیج رہے ہیں، آپ یہ کپڑے خرید کر کسی کے ساتھ یہاں بھجوادیں۔ دن بدن اتنے خرچے بڑھیں گے کہ مقروض ہوکر منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔ ایسے لوگوں کا پیٹ کبھی نہیں بھرے گا، کیونکہ نہ موجودہ نعمت پر شکر ہوتا ہے، نہ قناعت ہوتی ہے۔ دنیا میں اپنے سے کم والوں کو نہیں دیکھیں گے اور دین میں اپنے سے اوپر والوں کو نہیں دیکھیں گے، اللہ تعالیٰ سے کسی حالت میں راضی نہیں ہوں گے۔ ناشکری نے کہاں سے کہاں تک پہنچادیا۔

☆☆..................☆☆

مولانا ظفر علی خانؒ اور قادیانی تحریک

عبدالرشید عراقی

اسلام میں فتنوں کا ظہور قرونِ اولیٰ سے ہوگیا تھا‘ مسیلمہ کذاب کا فتنہ اپنی قسم کا پہلا فتنہ تھا اور مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت اسی فتنے کی ایک صورت تھی۔ اسلام نے اپنے ظہور کے ابتدائی سالوں میں آہستہ آہستہ ترقی کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں جن لوگوں نے اسلام قبول کیا‘ انہیں دربارِ نبوت میں اسلامی عقائد کے سمجھنے کا اچھی طرح موقع ملا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد فتوحات کا سیلاب امڈ آیا اور روم و ایران اور مصر کی بادشاہتوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے گیا اور اس عہد میں بکثرت لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے‘ ہر طرف: ’’یدخلون فی دین اللّٰہ افواجا‘‘ کا منظور دکھائی دینے لگا‘ یہ لوگ اسلام میں تو داخل ہوگئے‘ لیکن ان کے جو پرانے آبائی معتقدات تھے اور اپنی قومی روایات تھیں ان کو بھی اپنے ساتھ لے آئے‘ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ لوگ صحیح عقائد کے ساتھ اپنے آباؤ اجداد کے عقائد کی تطبیق دینے کی سعی کرتی رہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں نے دین اسلام میں ایسے اصول وضع کر لئے جن کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا۔

خلافتِ راشدہ کے دور میں اسلامی عقائد کی توجیہ و تعبیر کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ بنو امیہ کے دور میں ان لوگوں کے مخصوص افکار کو کوئی خاص فروغ حاصل نہ ہوا‘ بنو امیہ کے بعد خلافت عباسیہ برسر اقتدار آئی‘ عباسیوں کے عہد میں ان لوگوں کو بہت زیادہ فروغ

> **مولانا ظفر علی خانؒ نے قادیانی تحریک کی تحریر و تقریر اور نثر و نظم کے ذریعہ پُرزور مخالفت کی اور ان کے خلاف جہاد کیا اور پورے تیس سال تک قادیانی تحریک کے خلاف سرگرم عمل رہے**

حاصل ہوا‘ فرقہ ہائے جہمیہ‘ قدریہ اور معتزلہ وغیرہ نے جنم لیا‘ اور اس کے ساتھ ’’فتنہ خلق قرآن‘‘ کا ظہور ہوا‘ تین عباسی خلفاء مامون الرشید‘ معتصم اور واثق نے اس کی خوب پشت پناہی کی۔ جس طرح عباسی دور میں یہ فتنے پیدا ہوئے اسی طرح یہ فتنے آہستہ آہستہ ختم بھی ہوتے گئے‘ ان فتنوں نے مسلمانوں کی سیاسی قوت اور دین اسلام کو بہت نقصان پہنچایا اور دین اسلام کو ضعیف کرنے میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ان فتنوں نے مسلمانوں کے معتقدات کو سخت نقصان پہنچایا‘ لیکن یہ سب فتنے تاتاریوں کی یلغار کے بعد ختم ہوگئے۔

برصغیر (پاک و ہند) میں جب برطانوی استعمار کا قبضہ ہوگیا تو انہوں نے یہ سوچا کہ اب ہم نے یہاں حکومت کرنی ہے اور یہاں دو بڑی قومیں ہندو اور مسلمان آباد ہیں‘ اس لئے ضروری ہے کہ ان کے درمیان تفریق پیدا کی جائے اور یہ دونوں قومیں آپس میں لڑتی جھگڑتی رہیں اور ہم لوگ اطمینان سے حکومت کرسکیں۔ انگریز یہ سمجھتا تھا کہ اس ملک (برصغیر) میں مسلمان واحد قوم ہے کہ جو کسی طرح بھی ہماری حکمرانی کو تسلیم نہیں کریں گے۔ ڈاکٹر ہنٹر نے اپنی مشہور کتاب ’’انڈین مسلمانز‘‘ میں لکھا ہے کہ برطانوی حکومت کو مسلمانوں کی جانب سے کبھی مطمئن نہ ہونا چاہئے‘ کیونکہ یہ قوم مذہباً اس امر پر مجبور ہے کہ کسی غیر مسلم فرمانروا کی اطاعت قبول نہ کرے۔

اس کے بعد برطانوی حکومت نے خفیہ طور پر اس چیز کی ٹوہ لگائی کہ مسلمانوں کو کس طرح کمزور کیا جاسکتا ہے؟ چنانچہ انگریزوں کو بتایا گیا

کہ مسلمان صرف اس صورت میں کمزور ہوسکتے ہیں کہ ان میں جہاد کی اسپرٹ کو ختم کیا جائے‘ اور اس کے لئے کہ جہاد مسلمانوں میں ایک ایسا فریضہ ہے‘ جس پر یہ مسلمان اپنے تمام اختلافات ختم کردیتے ہیں۔ چنانچہ اس جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے لئے انگریز نے مرزا غلام احمد قادیانی کو تیار کیا‘ وہ پہلے مجدد بنا‘ پھر اس نے مسیح موعود کا دعویٰ کیا اور اس کے بعد نبوت کی کرسی پر بیٹھ گیا اور ساتھ ہی اس نے یہ اعلان کردیا کہ جہاد اب منسوخ ہوچکا ہے‘ اب اس کی ضرورت نہیں۔

مرزا قادیانی کی کتابوں میں جو چیز سب سے زیادہ نمایاں نظر آتی ہے وہ تنسیخ جہاد اور انگریزی حکومت کی تابعداری ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے جو عقائد تھے وہ سب کے سب باطل تھے‘ اس نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہا‘ ان کو گالیاں دیں‘ انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین کی۔ (نعوذ باللہ)

علمائے کرام نے مرزا کے دعوؤں کی پُرزور مخالفت کی‘ لیکن جن علمائے کرام نے اپنی زندگی کا مطمح نظر قادیانی تحریروں کی مخالفت ہی رکھا‘ ان میں مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ‘ مولانا ظفر علی خانؒ اور مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سرفہرست تھے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے مرزا قادیانی کو اتنا زچ کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے تنگ آکر ایک اشتہار شائع کیا‘ جس کا عنوان تھا کہ ’’مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ‘‘ اس اشتہار میں مرزا قادیانی نے لکھا تھا کہ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں میں جو جھوٹا ہے سچے کی زندگی میں کسی وبائی بیماری سے ہلاک ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کی دعا قبول کی اور مئی ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی اپنی دعا کے مطابق مولانا ثناء اللہؒ کی زندگی میں وبائی بیماری ہیضہ سے ہلاک ہوگیا اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے چالیس سال بعد مارچ ۱۹۴۸ء میں رحلت فرمائی۔

مولانا ظفر علی خانؒ نے قادیانی تحریک کی تحریر وتقریر اور نثر ونظم کے ذریعہ پُرزور مخالفت کی اور ان کے خلاف جہاد کیا اور پورے تیس سال تک قادیانی تحریک کے خلاف سرگرم عمل رہے۔ مولانا ظفر علی خانؒ نے بے شمار مضامین اپنے اخبار ’’زمیندار‘‘ میں قادیانیوں کے خلاف لکھے (یہ مضامین زمیندار اور ستارۂ صبح کی فائلوں میں موجود ہیں)۔ کاش کوئی اللہ کا بندہ اس طرف توجہ فرمائے اور ان مضامین کو زمیندار اور ستارۂ صبح کی فائلوں سے نکال کر کتابی صورت میں شائع کردے۔

مرزا غلام احمد قادیانی ایک مخبوط الحواس شخص تھا‘ آئے دن الٹے سیدھے الہام کرتا رہتا تھا۔ علمائے کرام اس کا ہروقت نوٹس لیتے اور اس کی خرافات کا جواب دیتے رہتے تھے

مولانا ظفر علی خانؒ نے نظم میں قادیانی تحریک کی جو خبر لی اس کی مثال نہیں پیش کی جاسکتی۔ مولانا نے ایک مستقل کتاب نظم میں ’’ارمغانِ قادیان‘‘ کے نام سے لکھی جس کے بارے میں فرماتے ہیں:

تم کو منظور ہے سیر جہان قادیان
اے مسلمانو! خریدو ارمغان قادیان

مرزا غلام احمد قادیانی ایک مخبوط الحواس شخص تھا‘ آئے دن الٹے سیدھے الہام کرتا رہتا تھا۔ علمائے کرام اس کا ہروقت نوٹس لیتے اور اس کی خرافات کا جواب دیتے رہتے تھے۔ مولانا ظفر علی خان کبھی اس کے الہامات کی نظم میں تشریح کرتے اور کبھی اس کا جواب بھی دیتے۔ مولانا نے ایک نظم لکھی جس کا عنوان: ’’پیغمبر قادیان کا برزخی ترانہ‘‘ مولانا فرماتے ہیں:

تکمیل عمر بھر مرے القاب کی نہ ہو
ان پر اگر اضافہ سی آئی ڈی نہ ہو
بغداد کے سقوط کا قصہ ہے ناتمام
جب تک کہ اس میں درج مری ڈائری نہ ہو
ہنستا ہے مرے حال پہ ظالم ابوالوفا
ڈرتا ہوں میں کہیں یہ قضا کی ہنسی نہ ہو
مارا کسی نے شملے سے میرے جگر میں تیر
لاہور کا یہ کہیں مہر علی نہ ہو
مری بلا سے مکہ لئے کہ کربلا لئے
چندے سے ہے غرض مجھے اس میں کمی نہ ہو
یہ کس کتاب میں ہے کہ خیرالبشر کے بعد
ہرگز کسی کو دعویٰ پیمبری نہ ہو
کیا مصطفیٰ کے بعد نہ آیا مسیلمہ
پھر قادیان میں کس لئے مجھ سا نبی نہ ہو

☆☆..................☆☆

عیسائی پادریوں سے چند سوالات

قسط:۱۵

حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ

یورپ کے قحبہ خانے عیسائی پادریوں سے بارہواں سوال:

مسلمان عیسائی پادریوں سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا پوپ دوسروں سے اعتراف گناہ کراتا ہے اور بھاری رقم لے کر مغفرت کا سرٹیفکیٹ جاری کردیتا ہے تو پہلے آپ یہ بتادیں کہ ان پوپوں اور پادریوں کو یہ منصب کس نے دیا ہے؟ کیا کسی انجیل نے ان کو یہ اتھارٹی دی ہے کہ تم لوگوں سے اعتراف گناہ کراؤ؟ اور اگر وہ پوپ خود گناہ کرے تو وہ کس کے سامنے جواب دہ ہوگا اور کون اس کے گناہ کو اعتراف گناہ کے بعد معاف کرائے گا اور ان کو مغفرت کون دے گا؟ جبکہ یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ ویٹی کن میں جو مرکز عیسائیت اور سارے بڑے پوپ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہاں سے ہر سال میڈیا بی بی سی وغیرہ کے مطابق مسلسل یہ خبریں آتی ہیں کہ فلاں پوپ نے اغلام بازی کی اور جنسی بے راہ روی میں حد سے تجاوز کیا اور معافی مانگی یا بھاگ گیا، یہ اتنی واضح بات ہے کہ عرب میں بطور کہاوت یہ مشہور ہے کہ ’’الوط من راھب‘‘ یعنی فلاں شخص راہب سے زیادہ اغلام باز اور لوطی ہے عرب شعرأ کا ایک شعر اس طرح ہے:

والوط من راھب یدعی
بان النساء علیہ حرام

یعنی یہ شخص اس راہب اور پوپ سے زیادہ لوطی ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ عورتیں اس پر حرام ہیں اب وہ معلومات ملاحظہ ہوں جو مذکورہ بالا کتاب میں حوالے کے ساتھ شائع ہوئی ہیں۔

کلیساؤں کی سرپرستی میں عصمت فروشی:

یہ تو اس قدر کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اکثر انسائیکلوپیڈیا بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ بشپ یا لاٹ پادریوں کے قائم کردہ قحبہ خانے

> نصاریٰ پر عقیدۂ تثلیث کے بارے میں اعتراض ہوتا ہے کہ اتنی بنیادی اہمیت کا عقیدہ جو مدارِ ایمان بھی ہے اور مدارِ نجات بھی، اس کے بارے میں انبیاء سابقین خاموش کیوں ہیں اور ان کی کتابوں میں اس کا ذکر کیوں نہیں؟

یورپ بھر میں پھیلے ہوئے تھے، جن سے کلیساؤں کو بھاری آمدنی ہوتی تھی، جس کا کچھ حصہ پوپ یا بقول کیتھولک مسیحی عقیدے کے ’’خدا کے زمین پر نمائندے‘‘ کو بھی پہنچتا تھا۔ لندن کے ساؤتھ آرک اسٹیو کے قحبہ خانے ونچسٹر کے بشپ کی ملکیت تھے۔ صدیوں تک کم و بیش یہی حال پورے یورپ کا تھا۔ سولہویں صدی میں تجدید کے آغاز اور پادریوں سے آزادی کے باوجود ’’لندن کے منحرفین‘‘ کا مصنف ص:۱۲ پر ۱۸۹۰ء سے ۱۹۱۴ء کے دور کے لندن کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ: ’’ایک محقق نے پینتیس گھروں کی ایک گلی میں بتیس قحبہ خانے پائے۔ جن میں عصمت فروش لڑکیوں کی عمریں بارہ سال سے زیادہ نہ تھیں اور ایک سرسری اندازے کے مطابق لندن کی ہر دس ہزار آبادی کے مقابلے میں (جس میں ظاہر ہے عورتیں اور بچے بھی شامل ہوں گے) چار سو عصمت فروش عورتیں موجود ہیں۔ جس کا اندازاً یہ مطلب ہوا کہ ہر پانچ یا چھ اہل مردوں کے لئے ایک طوائف تھی۔ اس سے اس شرمناک اور قابل نفرین بدچلنی کی وسعت اور گہرائی کا پتہ چلتا ہے۔ ۲۹/مئی ۱۹۷۳ء کا لندن کا اخبار ایوننگ اسٹینڈرڈ رقم طراز ہے کہ ’’مستند و معلوم اعداد و شمار کے مطابق دو صدیاں پہلے کے لندن میں اندازاً ہر بیس لندن باسیوں کے مقابلے میں ایک طوائف تھی اور انیسوی صدی کے آخیر تک پولیس کو دو ہزار قحبہ خانے معلوم تھے، جن میں ہزاروں کافی ہاؤس شامل نہیں جن کے اوپر نیچے بیٹھی لڑکیوں کے لئے کمرے موجود ہوتے تھے۔‘‘ (ص:۲۰۶)

یہی حال دیگر یورپین ممالک کا تھا، حد تو یہ ہے کہ جنس کے معاملے میں پادریوں کے بے لگام خیالات ابھی تک نہیں بدلے۔ ۱۵/دسمبر ۱۹۷۲ء کا

مذہبی اخبار ”چرچ ٹائم“ پادری فریڈ ملسن کو نقل کرتے ہوئے جو ویسٹ بل ایجوکیشن کالج کے پرنسپل ہیں، واضح تائید کے ساتھ لکھتا ہے کہ: ”خدا شہوت پرست لوگوں کو پسند کرتا ہے“ ظاہر ہے وہ اپنا یہ عقیدہ اپنے زیر تعلیم استادوں تک ضرور پہنچاتے ہوں گے اور استاد شاگردوں تک، جس گوشے سے احتیاط اور حیاء کی تلقین ہوسکتی ہو اگر وہیں سے الٹی طرف کی حوصلہ افزائی ہو تو نتیجے کے لئے کسی نجومی کی حاجت کا کیا معنی؟

قارئین! درآنحالیکہ کلیسا اور اس کی قائم کردہ آزاد مذہبی عدالتیں عوام کی روزمرہ کی زندگی پر باریک حد تک نگرانی اور موت کی حد تک سزا دینے کا مکمل اختیار رکھتی تھیں۔ اس کے باوجود مسیحی یورپ میں مسلسل اخلاقی انحطاط کی اطلاعات اس بات کا ناقابل تردید ثبوت فراہم کرتی ہیں کہ پادری کبھی اگر براہِ راست خود ملوث نہیں تھے تو اغماض کے عوض اس شرمناک کاروبار کو آمدنی کا ذریعہ بناتے تھے، کیونکہ پوپ جو خود حکمران وقت کو ٹیکس ادا کر کے پوپ کی گدی پر بیٹھتا تھا۔ قدرتی طور پر اپنے تمام ماتحت پادریوں سے توقع رکھتا تھا کہ اس کو اپنے اپنے عہدوں کے مطابق رقم فراہم کریں۔ ورنہ ایسی وبائی بدچلنی کی موجودگی کا اور کوئی منطقی جواز نہیں۔

ڈینیل روپس کی کتاب ”کلیسا کا تاریک دور“ کے صفحہ نمبر ۳۵۱ کے مطابق ”ساتویں صدی کے آخر میں بلائی جانے والی کپولا کی کونسل میں جاری کئے جانے والے احکامات اس وقت کی اخلاقی حالت پر روشنی ڈالتے ہیں، جن کے مطابق اہل کلیسا کو ہدایت کی گئی کہ ان کے لئے قحبہ خانوں کے مالک بننا ٹھیک نہیں اور یہ کہ گرجاؤں کے اندر جنسی اختلاط سے خدا کا گھر ناپاک ہو جاتا ہے۔ گندی تصویریں بیچنے والوں اور اسقاط حمل کرنے والے ڈاکٹروں اور دایوں کے خلاف سزائیں تجویز کی گئیں۔ مصنف آگے لکھتا ہے کہ اس بیمار معاشرے کے اندر پایا جانے والا ایک اور وصف سزاؤں میں کیا جانے والا ظلم تھا، جو نہ صرف عام قانون کے تحت مجرم ثابت ہونے پر کیا جاتا تھا بلکہ سیاسی اور مذہبی اختلاف رکھنے والوں پر بھی کیا جاتا تھا، ناک، کان، زبان، کاٹنا، اندھا کردینا اور بہت سے گرے ہوئے طریقوں سے مسخ کردینا عام معمول تھا: مصنف مزید لکھتا ہے: ”قدیم بت پرستوں کی مختلف عادات پھر سے لوٹ آئیں اور بدچلنی کا طوفان امڈ پڑا۔ جادوگری اور دوسروں کی سادگی سے فائدہ اٹھانا پہلے وقتوں سے بھی زیادہ پھیل گیا۔ یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اس معاشرے پر مسیحیت کی چھ صدیوں کا اثر کیسا تھا؟ بعض دفعہ بے قابو ہجوم یوں ہی تفریحاً سینکڑوں کی تعداد میں قتل کردیتے تھے۔ ۷۱۷ء میں جب عربوں نے پیرگامم نامی قدیم بازنطینی شہر کا محاصرہ کیا تو محصور مسیحیوں نے اس مشکل وقت سے بچنے کے لئے ایک حاملہ عورت کو قتل کر کے اس کا خون اپنے بدنوں پر ملا۔ (ص:۲۰۸)

مندرجہ بالا مصنف ص:۵۴۲ پر لکھتا ہے کہ:

یہ کہنا شاید ضروری نہیں کہ بدچلنی کے اس بحران میں عام لوگوں کے ساتھ پادری بھی برابر ملوث تھے۔ ۹۰۹ء میں ہونے والی ٹروسلے کی کونسل پادریوں کی داشتاؤں پر برس پڑی۔ ۹۵۲ء میں آگس برگ کی کونسل نے حکم دیا کہ ایسی عورتوں کو پکڑ کر دُرے لگائے جائیں اور سرمونڈ دیئے جائیں۔ آنزے کی کونسل نے ۹۹۴ء میں اور پائی ٹیئرز کی کونسل نے ۱۰۰۰ء میں ان فیصلوں کو دہرایا۔ پاویا کی کونسل ۱۰۲۳ء میں پوپ بینی ڈکٹ ہشتم نے خود پادریوں کے چال چلن کی ملامت کی اور حکم نامہ جاری کیا کہ پادریوں اور راہبوں کے تمام بچوں کو سَرف (غلامی کی ایک قسم) بنالیا جائے۔

قارئین! ان بیانات کے پڑھنے سے قاری کو جو افسوس ناک پہلو کھٹکتا ہے وہ یہ ہے کہ خود بدمعاش پادریوں یا راہبوں کے لئے کہیں کوئی سزا تجویز نہیں کی گئی، شاید اس لئے کہ سزا دینے والے خود بھی بدچلن تھے۔ مثلاً محولہ بالا مصنف صفحہ:۵۳۶ پر لکھتا ہے کہ: پوپ بینی ڈکٹ نہم کو ۱۰۳۳ء میں صرف بارہ سال کی عمر میں پوپ بنایا گیا، جو اس عمر میں بھی بدچلنی کی زندگی گزار رہا تھا۔

بہرحال مذکورہ عبارات ایک تاریک دستاویز ہے جو پادریوں کے چہروں پر ایک بدنما دھبہ ہے، ایسے حالات اور ایسے واقعات میں ”اعتراف گناہ“ اور اس کا سرٹیفکیٹ جاری کرنا انصاف کا قتل اور شرافت کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے، میں ان پادریوں سے کہتا ہوں کہ آپ ان بڑے جرائم سے پہلے اپنے دامن کو پاک کریں اور پھر اسلام کے پاکیزہ نظام پر اعتراض کریں۔

عیسائی مذہب سے ختنہ کس نے ختم کیا؟

عیسائی پادریوں سے تیرہواں سوال:

ہم ان عیسائی پادریوں سے پوچھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ختنہ کرنے پر بہت زور دیا ہے، تحریف سے پہلے اناجیل میں اس کا تذکرہ تھا اور انجیل برناباس میں اب بھی اس کا تذکرہ ہے، چنانچہ انجیل برناباس ص:۱۴۰ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول اس طرح مذکورہ

ہے:"پس ختنہ کرانے کی سنت سلسلہ وار ایک گروہ سے دوسرے گروہ میں چلتی آئی، لیکن ابراہیم کے زمانہ میں روئے زمین پر مختون آدمیوں کی تعداد معدودے چند سے زائد نہیں رہ گئی تھی اور اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو ختنہ کی اصلیت سے آگاہ کردیا۔"

انجیل برناباس میں ختنہ کرانے کو واجب بتایا گیا ہے اور اس بارے میں سختی سے یہ بات کہی گئی ہے کہ غیر مختون آدمیوں سے کتے بھی افضل ہیں۔

(بحوالہ خلیل سعادت، مترجم انجیل برناباس دیباچہ،ص:۹۷)

ہم ان پادریوں سے پوچھتے ہیں کہ پوری عیسائیت سے ختنہ کس نے ختم کرایا اور عیسائی مذہب کے پیشوا بشپ اور لاٹ پادری اور پوپ کیوں غیر مختون ہوگئے؟ عیسائی مذہب کا اتنا بڑا اور بنیادی حکم کس نے منسوخ کردیا اور کیوں منسوخ کیا جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے آٹھ دن بعد ان کی ختنہ ہوئی۔ دراصل عیسائی مذہب سے سب سے پہلے انجیل رخصت ہوگئی پھر بعد میں دیگر اناجیل رخصت ہوگئیں پھر بعد میں دیگر اناجیل میں تحریف ہوگئی اور پھر مشہور یہودی ساؤل یعنی پولس نے عیسائی مذہب قبول کیا اور پھر نہایت چالاکی سے عیسائی مذہب کو بدل ڈالا اسی میں ختنہ بھی عیسائی مذہب سے رخصت ہوگئی ہم ان پادریوں سے سوال کرتے ہیں کہ ایسا کیوں ہوا؟ اور تم سارے غیر مختون کیوں ہوگئے اور آپ نے پولس کی اس بڑی سازش پر صبر کیوں کیا اور مسخ مذہب کو قبول کیسے کیا؟ آج کل کی عیسائیت کا بانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ پولس یہودی اس کا بانی ہے۔ پولس کی تفصیل پہلے لکھ چکا ہوں۔

تثلیث کا عقیدہ خلاف عقل ہے، عیسائی پادریوں سے چودھواں سوال:

عیسائی مذہب میں تثلیث کے عقیدے کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، چنانچہ موجودہ نصرانیت کے بنیادی عقائد میں سے، جس پر ان کے نزدیک نجات کا دارو مدار ہے، ایک عقیدۂ تثلیث بھی ہے۔ اس بنیادی عقیدہ کی توضیحات میں نصاریٰ حیران و ششدر ہیں، چونکہ یہ عقیدہ نہ صرف یہ کہ خلاف عقل اور خلافِ بداہت ہے، بلکہ آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک نہ کسی نبی نے اس عقیدہ کو ذکر کیا اور نہ ان کی امتوں میں سے کوئی اس کا قائل رہا، بلکہ اس عقیدہ کے خلاف، نصوص کتب سماویہ میں آج بھی مصرح اور مذکور ہیں۔ نیز خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عقیدہ تثلیث کے بارے میں کوئی ثبوت نہیں ملتا بلکہ اس کے برعکس توحید کی نصوص ان سے مذکور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں کا مشہور فرقہ "پروٹسٹنٹ" اس عقیدہ کی تشریح وتوضیح سے گریز کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ ایک سر اور راز ہے جس کی وضاحت نہیں کی جاسکتی اور نہ اس کو سمجھا جاسکتا ہے، بس مجمل اور مبہم طور پر اس عقیدہ کو قبول کرلینا چاہیے۔

> **اسلام ابدی نجات کا مذہب ہے، اس کا ہر ہر شوشہ محفوظ ہے، اس کی کتاب محفوظ ہے، احادیث محفوظ ہیں، نبی کی سیرت مسلمانوں کے قول وفعل میں محفوظ ہے**

نصاریٰ کا دوسرا فرقہ "مرقولیہ" تو تثلیث کا قائل ہی نہیں۔ وہ یہ کہتا ہے کہ خدا صرف ایک ہے اور حضرت مسیح کو جو بیٹا کہا گیا، وہ صرف شفقت ومحبت کی بنا پر کہا گیا، نہ کہ حقیقی ابنیت کی وجہ سے، جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو محبت و شفقت کی بنا پر اولاد اور شاگرد جیسے کلمات سے پکارا گیا ہے۔ البتہ نصاریٰ کے دوسرے فرقے، کیتھولک، ملکانیہ، نسطوریہ، یعقوبیہ وغیرہ تثلیث کے قائل و حامی ہیں، مگر اس کی مراد اور مصداق میں وہ آپس میں مختلف ہیں۔

نصاریٰ پر عقیدۂ تثلیث کے بارے میں اعتراض ہوتا ہے کہ اتنی بنیادی اہمیت کا عقیدہ جو مدارِ ایمان بھی ہے اور مدارِ نجات بھی، اس کے بارے میں انبیاء سابقین خاموش کیوں ہیں اور ان کی کتابوں میں اس کا ذکر کیوں نہیں؟ بلکہ اس کے خلاف کا ذکر ہے جیسا کہ شریعت موسویہ میں اور تورات میں صرف توحید خداوندی کا ذکر ہے۔ اگر آنے والا نبی یعنی حضرت مسیح خدا یا خدا کے بیٹے ہونے والے تھے تو اس کی دوسری پیشنگوئیوں کی طرح پہلی کتابوں میں اطلاع کیوں نہیں ملی؟

عقیدۂ تثلیث کی تعبیر کے بارے میں نصاریٰ متردد اور حیران ہیں۔ اس لئے کہ ایک طرف ان کا دعویٰ تثلیث حقیقی کا ہے اور دوسری طرف وہ توحید حقیقی کے بھی مدعی ہیں۔ اس لئے متقدمین نصاریٰ میں سے تو کچھ لوگوں نے اس عقیدہ کا انکار ہی کردیا اور کچھ نے توجیہات رکیکہ کے ذریعہ اس کو سہارا دیا، چنانچہ فرقہ یونیٹیرین اس عقیدہ کا منکر ہے اور وہ خدا کی توحید

حقیقی کا قائل ہے۔اسی طرح آریوس نے جو اسکندریہ کا بڑاقسیس تھا،اس نے عقیدہ تثلیث کی بڑی شدت سے تردید کی اور اس نے حضرت مسیح کواللہ کا ایک نبی اور انسان کہا۔اسی طرح لوسین نے بھی مجمل طریقہ پر تثلیث کا انکار کیا،لیکن چوتھی صدی ہجری میں جب روم کا قسطنطین سب سے پہلا نصرانی بنا تو اس نے ایک مجلس مشاورت میں جو شہر ''نائس'' میں واقع ہوئی،علماء نصرانیت کے مشورہ سے عقیدۂ تثلیث کو لازمی قرار دیا اور اس کی خلاف ورزی پر سزا کا اعلان کیا،اس کے بعد سے اس عقیدہ نے شیوع اور رسوخ حاصل کیا،مگر اس کے باوجود حقیقت کے بیان سے نصاریٰ آج تک عاجز ہیں،لیکن ان کے مشہور فرقے ملکانیہ،نسطوریہ،یعقوبیہ،اقانیم ثلاثہ کے قائل ہیں اور ان سے معبود واحد کے مدعی ہیں، لیکن نصاریٰ میں اختلاف یہ ہے کہ وہ اقانیم ثلاثہ کیا ہیں؟بعض کہتے ہیں کہ باپ،بیٹا کنواری مریم،یہ تین اقانیم ہیں۔بعض کہتے ہیں:باپ بیٹا اور روح القدس،یہ اقانیم ثلاثہ ہیں اور یہی قول نصاریٰ میں زیادہ معروف ہے۔

(اسلام اور عیسائیت ص:۵۶تا۵۹)

اب نصاریٰ جن اقانیم ثلاثہ کے قائل ہیں،ان سے یہ سوال ہے کہ یہ اقانیم ثلاثہ آپس میں متغائر ہیں یا متحد ہیں؟اگر یہ سب متحد ہیں تو پھر تثلیث حقیقی کا دعویٰ باطل ہے،کیونکہ تثلیث کا معنی تین بنانا ہے،یہ تین کہاں ہوئے اور اگر یہ تینوں آپس میں متغایر متباین ہیں تو ان کے مجموعے کو اس تغایر کے باوجود واحد کیسے کہا جاسکتا ہے تو تثلیث کا عقیدہ عجیب معمہ ہے نہ تین ہے اور نہ ایک ہے اور ایک تین ہے اور تین ایک ہے، اسی لئے شاعر نے کہا:

تثلیث کے قائل نے بھی اللہ کو کہا ایک
لو تین کی سوئی تین پہ کھڑی ہے اور بجا ایک

بہرحال ہم عیسائی پادریوں سے پوچھتے ہیں کہ تثلیث کے عقیدے کو جز ایمان کہنے والو! ذرا یہ بتادو کہ یہ تثلیث ایک ہے یا تین ہے،اسلام کو گالی دینا تو آسان سمجھتے ہو قرآن اور پیغمبر اسلام کو گالیاں دینا تو تمہارا محبوب مشغلہ ہے ذرا اپنے بنیادی عقیدہ کو واضح تو کردو:

اتنا نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حلیہ سے محروم کیوں ہیں؟ عیسائی پادریوں سے پندرہواں سوال:

ہم عیسائی پادریوں سے پوچھتے ہیں کہ آپ کے گرجوں اور چرچوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر لگی ہوئی ہے،اس کا ثبوت تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تصاویر کا وجود نہیں تھا،اگر آپ کو ان کی تصویر مسلسل اور مستند طریقے سے مل گئی ہے تو وہ مستند طریقہ ہمیں بتادو کہ کس مصور نے یہ تصویر بنائی تھی،اس کا نام کیا تھا،پھر اتنے طویل عرصہ سے یہ تصویر کس طرح آپ تک منتقل ہوتی چلی آئی ہے؟یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگوں نے ایک اچھے انسان کی خیالی تصویر بنا کر اپنے گرجوں میں آویزاں کردیا اور نیچے لکھ دیا کہ یہ یسوع مسیح کی تصویر ہے،پھر ہم پوچھتے ہیں کہ دنیا میں اس تصویر کے مشابہ کون لوگ ہیں،کیا یہ تصویر کوٹ پتلون میں ہے یا ڈھیلے ڈھالے لباس میں ہے،اس کی لمبی داڑھی ہے یا داڑھی منڈی ہوئی ہے،اس کے سر کے بال لمبے لمبے خوبصورت ہیں یا تراشیدہ انگریزی بال ہیں، اگر یہ تصویر خوبصورت چہرے والے انسان کی ہے،ڈھیلا ڈھالا لباس ہے،لمبی داڑھی ہے اور خوبصورت لمبی زلفیں ہیں تو یاد رکھو!اس کے مشابہ تو مومن مسلمان ہیں یہ تو خالص طالبان ہیں،دنیا میں اس شکل میں کوئی انگریز نظر نہیں آتا اور نہ کوئی پادری اس شکل پر ہے۔

معلوم ہوا تم لوگوں سے تمہارا مذہب رخصت ہوچکا ہے اب تم صرف مضمون نگار رہ گئے ہو اور لفاظی کے قلم کار بن کر اسلام پر اعتراضات کرنے کے لئے رہ گئے ہو،لیکن یاد رکھو!اسلام ابدی نجات کا مذہب ہے،اس کا ہر ہر شوشہ محفوظ ہے،اس کی کتاب محفوظ ہے،احادیث محفوظ ہیں،نبی کی سیرت مسلمانوں کے قول وفعل میں محفوظ ہے،بارہ سو سال تک مسلمان حاکم بھی تھے اور خدا ترس فرشتہ صفت انسان بھی تھے،آج کل صرف یہ کمی ہے کہ مسلمانوں کے پاس معقول حکمران نہیں ہیں،ان کی وجہ سے ان کا زندہ مذہب ان کے ہاتھوں سے نکلا جارہا ہے اور تمہارے پاس تمہارے معقول حکمران ہیں جن کی وجہ سے تمہارا مردہ مذہب زندہ کیا جارہا ہے،اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایک مومن مجاہد خلیفہ عطا فرمائے آمین،یارب العالمین۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین. برحمتک یا ارحم الراحمین.

(جاری ہے)

حضرت مولانا قاری امان اللہ خالدیؒ

حضرت مولانا محمد زبیر صدیقی مدظلہ

جامعہ قاسمیہ پی آئی بی کالونی کراچی کے بانی و مہتمم، محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ، حکیم العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ جیسے اکابر کے تلمیذ رشید استاذ العلماء والقراء حضرت اقدس مولانا قاری امان اللہ خالدیؒ مورخہ ۴؍ جولائی ۲۰۲۲ء مطابق ۴؍ ذوالحجہ ۱۴۴۳ھ گردہ کی طویل علالت کے بعد وصال فرماگئے۔ ’’انا للہ وانا الیہ راجعون، ان للّٰہ ما اخذ ولہ ما اعطیٰ وکل شیٔ عندہ باجل مسمّٰی. اللّٰھم لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ۔‘‘

حضرت مولانا امان اللہ خالدیؒ اکابر علماء و مشائخ کے محبّ ومحبوب، فیض وتربیت یافتہ اور خادم تھے۔ آپ کے والد گرامی حاجی شفیع اللہ خالدی مرحوم حضرت بنوریؒ کے اخص معتمدین و خدام میں سے تھے۔ حاجی صاحبؒ معروف ٹرانسپورٹ کمپنی ہریانہ کے مالک اور دینی مدارس کے معاون خاص تھے۔ آپ کی ولادت فروری ۱۹۴۹ء میں ہوئی۔ مولانا امان اللہ خالدیؒ کو والد گرامی نے دینی تعلیم کے لئے مکی مسجد کراچی، دارالعلوم کبیر والا، جامعہ خیرالمدارس ملتان اور جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کا انتخاب فرمایا۔ حفظ قرآن، مکی مسجد میں فرمایا۔ تبلیغی جماعت کے امیر مولانا احمد بٹلہ صاحب آپ کے رفقاء میں سے ہیں۔ دارالعلوم کبیر والا میں ہمارے شیخ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے خادم خاص اور مقرب رہے۔ آپ کو کبیر والا سے جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا حضرت قاری صاحب ہی لائے۔ باب العلوم کی نشاۃ ثانیہ میں آپ کا کافی کردار تھا۔ آپ تاحیات جامعہ اسلامیہ باب العلوم کے رکن شوریٰ رہے۔ امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

> حضرت مولانا امان اللہ خالدیؒ اکابر علماء ومشائخ کے محبّ ومحبوب، فیض و تربیت یافتہ اور خادم تھے۔ آپ کے والد گرامی حاجی شفیع اللہ خالدی مرحوم حضرت بنوریؒ کے اخص معتمدین وخدام میں سے تھے

سے بھی قرب رہا۔ ان سے کسب فیض فرماتے رہے۔ اپنے بچپن میں حضرت لاہوریؒ سے کافی لاڈ فرمایا۔ حاجی عبدالوہاب صاحبؒ سے بھی بے تکلفی رہی۔ ہمارے حضرت سیّد جاوید شاہ صاحب نے آپ کو خلافت سے نوازا۔ ۱۹۹۳ء میں جامعہ قاسمیہ پیر کالونی کراچی کی بنیاد رکھی، اس سے قبل جامعہ رشیدیہ پیر کالونی کراچی میں دس سال خدمت قرآن کریم فرمائی۔ جامعہ قاسمیہ حفظ قرآن کریم کا معیاری ادارہ ہے۔ متعدد بار آپ کی خدمت میں حاضری ہوئی تو گردان کے طلبہ سے خود امتحان لے رہے ہوتے اور ہمیں بھی سنواتے۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ اور مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ، قاری محمد یٰسین فیصل آباد، مفتی خالد محمود (اقرأ روضۃ الاطفال والے) سے گہرا تعلق رہا۔ قاری محمد شریفؒ لاہور کے گھر ایک صاحبزادہ کا رشتہ کیا۔ آخر عمر میں گردے فیل ہوگئے، ایک عرصہ تک ڈائی لائیسز پر بھی رہے اور پھر اسی مرض میں راہی عدم ہوگئے۔ باوجود مدرسہ کے مہتمم کے معیاری مدارس کے ساتھ تعاون کا سلسلہ رکھتے۔ بے حد متقی اور متواضع تھے۔ ذاکر، شاغل اور تالی قرآن تھے۔ عاجز پر شفیق تھے۔ وصال سے چند روز قبل جامعہ فاروقیہ شجاع آباد کے لئے دالیں بھجوائیں۔ زکوٰۃ کی رقم میں بے حد احتیاط فرماتے۔ خوش پوشاک اور خوش خوراک تھے، خوش اخلاقی بھی کمال کی تھی۔

سوگواران میں اہلیہ، چار صاحبزادگان اور دو صاحبزادیاں ہیں۔ اپنی حیات مستعار میں ہی اپنے داماد مولانا عبداللہ عزیز کو مدرسہ کا مہتمم مقرر کردیا تھا۔ حق تعالیٰ درجات بلند فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

فرما گئے یہ ہادی
لا نبی بعدی
تاجدارِ ختمِ نبوۃ زندہ باد
بمقام
مسلم کالونی چناب نگر
حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی
خواجہ عزیز احمد صاحب
سید سلیمان یوسف بنوری الحسینی
عظیم الشان
تاریخ ساز
ختم نبوۃ کانفرنس
ان شاء اللہ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے
27
28
اکتوبر 2022
جمعرات بروز جمعۃ المبارک
پُروقار
سالانہ
41 ویں
2 روزہ
ختم نبوت کے پروانوں سے جوق در جوق شرکت کی درخواست ہے
توحید باری تعالیٰ
عقیدہ ختم نبوت
سیرت خاتم الانبیاء
حیات سیدنا عیسیٰ
عظمت صحابہ و اہلبیت
اتحاد امت محمدیہ
ظہور امام مہدی
پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی حدود کا تحفظ
اہم موضوعات
ممتاز علماء کرام
مشائخ عظام
دینی جماعتوں کے قائدین
دانشوران ملت
خطاب فرمائیں گے
شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
چناب نگر ضلع چنیوٹ
برائے رابطہ
0300-7314337
0300-4304277
0301-6395200
0300-9423078
0343-4777275